بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمین و آسماں اللہ کا ہے
یہ سب کون و مکاں اللہ کا ہے

نہ کیوں کر ہوں پیدا قدرت کے نمونے
کہ ہیں سب اُسکی قدرت کے نمونے

وہی معبود برحق ہے جہاں میں
اُسی کا حکم مطلق ہے جہاں میں

کرے وہ آب سے موتی کو پیدا
کرے موتی میں پھر وہ آب پیدا

تصرف کس سے ہو سکتا ہے ایسا
ہے ہر شے کے مناسب حسن کیسا

جسے چاہے وہ مٹی میں ملا دے
جسے آبِ خضر چاہے پلا دے

جہاں کا انتظام اُس کا ہی حق ہے
عجب ناظم عجب نظم و نسق ہے

ثنا میں ہے زبانِ موج گویا
لبِ ساحل سے ہے تسبیح پیدا

جو اس کا شورِ الفت ہو جگر میں
اثر ہو بات میں پیدا نظر میں

زمین اور آسمانوں کو برابر
ہلا دے نعرۂ اللہ اکبر

کوئی آواز گر دل سے نکل آئے
صدائے شہپرِ جبریل بنجائے

تبسم لب میں غنچہ کے نہاں ہے
ہنسی رخسارۂ گل سے عیاں ہے

یہ سب نیرنگ ہیں باغِ جہاں کے
کھلے ہیں اُسکی قدرت کے شگوفے

گناہوں پر کرے جو عذر خواہی
تو بخشے اپنی رحمت سے الٰہی

عبادت پر اگر ہو کوئی مغرور
تو کر دے اُسکو رحمت سے وہیں دور

ضعیفوں کو اگر طاقت عطا ہو
تو اک چیونٹی سے عاجز اژدہا ہو

عجب حلم اُس کریم پاک کا ہے
کہ حیراں وصف میں عقل رسا ہے

خدائی کا کرے فرعون دعوے
رہے پھر مستحق بھی سلطنت کا

سریر آرا رہیں شداد و نمرود
کہ تھے جو سخت بے ایمان و مغرور

نہیں اللہ کو کچھ اس کی پروا
کہ مومن یا ہو کافر کا نہ فرما

خدا ہوتا اگر دنیا سے راضی
تو دیتا ہر نبی کو بادشاہی

ملاتا خاک میں ہر اک شقی کو
نہ دیتا گھونٹ پانی کا کسی کو

سرورِ عیش دے چاہے وہ جسکو
مصیبت میں رکھے چاہے وہ جسکو

زمیں پر جتنے ہیں دریا و کہسار
جہاں تک دیکھئے اشجار و انہار

فلک پر بھی ستارے جسقدر ہیں
ہزاروں شمس ہیں لاکھوں قمر ہیں

بناوٹ صاف انکی کہہ رہی ہے
بنانے والا انکا ایک ہی ہے

بیان صفات اربع عناصر

اگر پانی نہ برسے آسماں سے
زمیں میں پھر ہو شادابی کہاں سے

کھلی ہے بات سمجھو یا نہ سمجھو
نہ ہرگز رزق ہاتھ آئے عزیزو

چمن میں پھول سب پژمردہ ہو جائیں
یہ سب ذی روح جو ہیں مردہ ہو جائیں

غبار رنج چھا جائے جہاں پر
زمیں اُڑ اُڑ کے پہونچے آسماں پر

تعطش کا پھر ایسا زور ہو جائے
کہ آبِ زندگانی شور ہو جائے

حیات و زیست سے محروم سب ہوں
بتوں کے مثل عاشق خشک لب ہوں

مکاں ہوں امن و آسائش کے ویراں
بنے صبح وطن شام غریباں

کھلا اس سے بنایا جس نے پانی
اسی نے دی بشر کو زندگانی

ہوا گر چلتے چلتے بند ہو جائے — عذاب گور سے دہ چند ہو جائے
بشر اپنی حرارت میں پگھل جائے — کہ دم لینا ہو مشکل دم نکل جائے
ہوا کے حبس کا ایسا اثر ہو — پسینا پاؤں کا بالائے سر ہو
صدا پیدا نہ ہو پھر کوئی زنہار — نکلنا بات کا منہ سے ہو دشوار
جہاں میں زیست کا ہو نام عنقا — ہوا بنکر اڑے ہستی کا خاکا
تو سمجھو کہ ہے جس نے سانس پیدا — وہی اللہ خالق ہے ہوا کا
اگر آتش نہ ہو دنیا میں موجود — تو سب اسباب ہوں راحت کے مفقود
غنی ہو کر بھی مفلس ہر بشر ہو — رہیں بے خانماں گھر ہو نہ در ہو
کرشمے ہیں یہ قدرت کے ہویدا — ہوئے ہم خاک سے دنیا میں پیدا
تہ خاک ایک دن سو جائیں گے پھر — سراپا خاک ہی ہو جائیں گے پھر
اٹھیں گے خاک سے پھر روز محشر — غبار مرگ کو سر سے گرا کر
جہاں میں خاک سے روئیدگی ہے — بساط خاک پر بستی بسی ہے
کوئی چشمہ ہو یا نہر رواں ہو — کوئی تالاب یا گہرا کنواں ہو
کوئی قلزم ہو یا کوئی سمندر — مقام ان کا ہے دیکھو خاک ہی پر
عیاں یہ دیدۂ ادراک میں ہے — سب اسباب ضروری خاک میں ہیں
بیاں اس کا نہیں امکان میں ہے — فنعم الماہدون قرآن میں ہے

احسانات الٰہی کا بیان

کرے جو قصد نیکی کا مصمم — ملے اجر ایک نیکی کا اسے دم
اگر ہو جائے اس نیکی کا فاعل — کرے دس نیکیوں کا اجر حاصل
مصمم ہو بدی کا گر ارادہ — تو جبتک ہو نہ سرزد فعل اسکا
نہ ہرگز ہو عقوبت کا سزاوار — زہے رحمت زہے افضال غفار

اگر اس فعل بد سے باز آ جائے | تو اُس کا اجر بھی اللہ سے پائے
خطا کر کے جو تائب ہو گنہگار | تو ہے بخشش کو وہ موجود غفار
غرض اللہ کے لاکھوں ہیں احساں | کہ جن کے شکر میں عاجز ہے انساں
اگر ہر موی تن گردد زبانے | ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہرِ شکر تو سفتن | سر موے ز احسانِ تو گفتن

پہلا باب سلطنت آلٰہی کے بیان میں

جہاں کے بادشاہوں کا ہے دستور | کہ وہ ہر کام میں رہتے ہیں مجبور
وزیروں سے نہ جب تک مشورت ہو | نہیں ممکن کہ کار سلطنت ہو
کوئی گر دور سے ان کو پکارے | کہاں سنتے ہیں یہ غفلت کے مارے
رعیت پر اگر بیداد ہو جائے | خبر دربار میں جب تک نہ آئے
انھیں کچھ علم اس کا ہو نہ حاصل | رہیں مظلوم کی حالت سے غافل
یہ ہوں جب اپنے دار السلطنت میں | نہ ہر گز دور کا ہنگامہ دیکھیں
کوئی اُن کا اگر ہو جائے بدخواہ | نہ اُس کے حال دل پر ہوں یہ آگاہ
کوئی گر ملک سے ہو جائے معدوم | انھیں کیا غیب کی حالت ہو معلوم
زمانہ سے سفر ہوتا ہے ان کا | ہوا پر کر وفر ہوتا ہے ان کا
ہمیشہ ہے خطر دشمن کا ان کو | لگا رہتا ہے ڈر دشمن کا ان کو
مصیبت جس طرح اوروں پر آئے | انھیں بھی ذایقے اپنے چکھائے
کبھی بیمار ہو جاتے ہیں یہ بھی | کبھی ناچار ہو جاتے ہیں یہ بھی
نہیں دفع ضرر کا ان کو مقدور | حصول منفعت میں بھی ہیں معذور
نہ پہونچے گر غذا ان کو کسی آن | تو مارے بھوک کے ہو جائیں بیجاں
اگر پانی یہ پینے کو نہ پائیں ؛ | تو مارے تشنگی کے مر ہی جائیں

وزیروں کے برائی دلمیں گر آئے / تو ان کی سلطنت برباد ہو جائے

بڑا رکھتے تو ہیں یہ کارخانہ / بڑھا لیں آپ اپنا آب و دانہ

سلام ان کو کرو ناراض ہو جائیں / اگر دشنام دو انعام فرمائیں

کوئی گر ان کے آگے سرنگوں ہو / تو نخوت اور ہی ان کو فزوں ہو

کسی پر لاکھ دنیا میں ستم ہو / مگر ان کا تعیش کچھ نہ کم ہو

خلاف اس کے مگر شان خدا ہے / کہ اس کا کارخانہ ہی جدا ہے

وزیر اس کا نہ ہے کوئی مددگار / دلوں کے حال سے وہ ہے خبردار

زمیں میں یا چھپی ہو آسماں میں / کسی شیشے میں یا سنگِ گراں میں

کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے / خدا سمجھو بڑا باریک بیں ہے

اسی کے واسطے ہے غیب دانی / اسی کے واسطے ہے لن ترانی

بڑی ہے سلطنت اسکی مقرر / کہ اک ذرہ نہیں طاعت سے باہر

شبِ دیجور میں سنگِ سیہ پر / کوئی چیونٹی نزاکت سے چلے گر

تو اس کے پاؤں کی سنتا ہے آواز / سمیع لم یزل ہے بے مثل و انباز

معاذ اللہ اگر چاہے وہ داور / الٹ دے آسمانوں کو زمیں پر

ملا دے خاک میں سارے جہاں کو / پلا دے شربت مرگ انس و جاں کو

جو برسا دے وہ پتھر آسماں سے / تو آئے روکنے والا کہاں سے

فقیروں کو وہ بخشے پادشاہی / وہ لائے پادشاہوں پر تباہی

کسی کی چھین لے گر سلطنت کو / کوئی اس سے مقابل کسطرح ہو

کسی شے کو اگر ہو حکمِ معبود / تو لفظ کن سے ہو جائے وہ موجود

تضرع سے زیادہ ہو وہ مسرور / کرے بندے کو رحمت سے نہ پھر دور

وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر / وہ باطن ہے وہ حاضر ہے وہ ناظر

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا / نہیں اس سے مقابل کوئی ہوتا

نہ مولود اور نہ والد ہے کسی کا / وہ یکتا ہے وہ یکتا ہے وہ یکتا

صفات اس کے ہیں ظاہر گر کرو غور
مگر ہے ذات میں عاجز ہیں ہر طور

بھلا ان پادشاہوں کی ہے قدرت
انھیں کیا اس شہنشہ سے ہے نسبت

دنیا کے پادشاہوں کی طرح خدا انتظام سلطنت میں کسی کا محتاج نہیں ہے

بگڑ جائے کسی صوبے کا گر کام
تو ساری سلطنت ہو جائے بدنام

یہ ہو پھر فرض واں کے پادشہ پر
کہ اک حاکم کرے ایسا مقرر

کہ جو تدبیر کی رکھتا ہو قوت
زیادہ سب میں ہو جس سے وجاہت

کہے اس سے یہ ہے ارشاد والا
کہ ہاں سرکار کا ہو کام اچھا

جو ہو گی ملک میں خوش انتظامی
تمھاری اس میں ہو گی نیکنامی

زراعت والے گر ناشاد ہونگے
خزانے ملک کے برباد ہونگے

ستم سے پھیلجائے گی تباہی
تو لٹ جائیگا تاج و تختِ شاہی

اڑے گی خاک ساری سلطنت میں
لباس خاکساری سلطنت میں

کہیں فتنے نہ جاگے امن سو جائے
تسلط دیکھو دشمن کا نہ ہو جائے

بہت اس بات سے رہنا خبردار
نہ ہو زنہار کچھ نقصان سرکار

کوئی در پیش آئے واقعہ گر
خبر دربار میں دینا برابر

کہ جس پر مطلع ہو جائیں ہم بھی
کریں اس کا تدارک آ کے جلدی

ہزار انصاف پر باندھیں کمر ہم
مگر کچھ رکھ نہیں سکتے خبر ہم

نہیں معلوم کچھ حال رعیت
وہ ہے آزاد یا پابند آفت

کوئی ایسا بھی ہو جاتا ہے حاکم
کہ جو بے رحم ہو یا سخت ظالم

رعایا کو نہیں اتنا بھی یارا
کہ وہ جا کر کسی کا لے سہارا

غضب ہے کر نہیں سکتے گلہ وہ
نہ کر سکتے ہیں طے یہ مرحلہ وہ

نہ آ سکتے ہیں دار السلطنت میں
نہ ہے یہ بات انکی مقدرت میں

وہیں خاموش رہ جاتے ہیں ڈر کے — کہاں جائیں بھلا فریاد کر کے

گوارا کرتے ہیں تکلیف و کربت — اُٹھا سکتے نہیں پر رنجِ غربت

تم اُن کے حال سے مالوف رہنا — ہمیشہ عدل میں مصروف رہنا

رعایا کا جہاں تک مدعا ہو — تم اُن کے آپ ہی حاجت روا ہو

اگر قدرت سے باہر ہو کوئی کام — کہ وے سکتے نہ ہوں تم اُسکو انجام

کرو سرکار میں صاف اسکی تحریک — کہ اُسپر حکم کچھ ہو جائے گا ٹھیک

رہیں سب راستے ہموار یکسر — رواں ہو بے مشقت ڈاک جسپر

حفاظت مورچوں پر اسقدر ہو — کہ چیونٹی کا بھی مشکل سے گذر ہو

جو باغی ہو کہیں جانے نہ پائے — مخالف ملک میں آنے نہ پائے

دیانت دار افسر نیک خو ہوں — سوار اچھے پیادہ جنگ جو ہوں

نہ رکھو فوج میں نازک تنوں کو — نکالو ملک سے سب دشمنوں کو

خیال اس کا رہے ہر وقت کامل — کہ ہو احقاقِ حق ابطالِ باطل

جہاں تک سرد ہو رشوت کا بازار — مناسب ہے کہ ہو خوشنود سرکار

مگر خود پیشتر ایسا ہو حاکم — کہ تقوے کو سمجھتا ہو وہ لازم

جو خائن آپ ہو کیا اُس سے امید — کہ رکھے غیر پر اس طرح تاکید

نگہ رکھتے ہیں حاکم پر ہمیشہ — ہیں اہل کار جتنے جور پیشہ

طبیعت کا ہو حاکم کی جو کچھ رنگ — وہی اُن کا رہیدا زدل کا ڈھنگ

کرے گر آپ ہی حاکم خیانت — نہیں ممکن کہ ہو اُن میں دیانت

جو حاکم ظلم پر باندھے کمر کو — تو بڑھ کر اُس سے پھیلائیں یہ شر کو

خطا گر حکمِ شاہی میں نکل آئے — کہ جس سے مصلحت کچھ فوت ہو جائے

کبھی اظہار سے اسکے نہ ڈرنا — خیال اس بات کا ہرگز نہ کرنا

خلافِ رائے سلطاں رائے جستن — بخونِ خویش باید دست شستن

اگر شہ روز را گوید شب است ایں — بباید گفت اینک ماہ و پرویں

کہاں تک کیجئے ظاہر تدابیر
عمل کے واسطے بس ہے یہ تقریر

مگر اک شخص سے کیا ہو سکے کام
معاون ہوں نہ جبتک اور حکام

غرض سلطاں کو جو سوجھیں مصالح
کرے اُن سب کو اس حاکم پہ واضح

نصائح سے یہی امید رکھے
کہ پیدا سلطنت میں ہوں نہ جھگڑے

خرابی ملک میں آنے نہ پائے
ریاست ہاتھ سے جانے نہ پائے

خدا کی شان پر ایسی نہیں ہے
اُسے پروا کسی کی بھی نہیں ہے

بڑا ہو یا کوئی چھوٹا ہو انساں
سب اُس کے روبرو عاجز ہیں یکساں

اگر روئے زمیں کے سب سلاطیں
خدا کے ساتھ ہوں آمادہ کیں؛

نہ اس کی سلطنت میں کچھ کمی ہو
نہ اس کے ملک میں کچھ برہمی ہو

اگر طاعت کا سب کر لیں ارادہ
تو ملک اس کا نہ ہو جائے زیادہ

رعیت پادشہ کی ہو جو برباد
تو سمجھیں گے سبب اُس کا ہے بیداد

مگر دیکھو ذرا شان الٰہی
کہ لائے وہ کسی پر گر تباہی

تو اُس کو عدل ہی سے دینگے نسبت
دھرینگے ظلم کی ہرگز نہ تہمت

عمل گر حکم شاہی پر نہ ہوگا
تو کیوں کر انتظام ابتر نہ ہوگا

قباحت ملک میں ہوگی نمایاں
گرفتار مصیبت ہوگا سلطاں

خدا کی ذات ان عیبوں سے ہے پاک
وہ مالک ہے سدا بیفکر و بیباک

نہیں ایسا کوئی زنہار زنہار
کہ اُس کے کارخانہ کا ہو مختار

نہ کیوں کر فکر ہو اس پادشہ کو
مقابل جس کے اور اک سلطنت ہو

خدا کو تم نے کیا جانا ہے ایسا
جہاں تک دیکھئے ہے ملک اُس کا

وہی ہے پالنے والا جہاں کا
وہی سارے زمانے کا ہے مولا

ولی نعمت وہی ہے اور خداوند
کوئی اُس کا مقابل ہے نہ مانند

کھلا ہے اُس پہ ہر اک حق و باطل
نہیں ہرگز وہ محتاج وسائل

وہ ہر مظلوم کو پہچانتا ہے
وہ ہر ظالم کی حالت جانتا ہے

نہیں فعل اُس کا کوئی جاہلانہ
عدالت میں ہے ذات اُسکی یگانہ

نہ لشکر کی اُسے پروا ہے زنہار
نہ ہتھیاروں سے رکھے وہ سروکار

نہ رستوں کی صفائی کا ہے محتاج
نہ خبروں کی رسائی کا ہے محتاج

نہ قلعوں کا کہیں پابند ہے وہ
نہ کچھ توپوں کا حاجتمند ہے وہ

جہاں تک اس کی قدرت کے ہیں آثار
کوئی اس میں خلل ڈالے نہ زنہار

مقرر جسقدر آئین رب ہیں
برابر رات دن جاری وہ سب ہیں

کوئی کم بخت گر دشمن ہو اُس کا
زمین و آسماں ہی میں رہے گا

اگر چاہے وہ شاہنشاہ جبار
تو مٹی میں ملا دے اس کو اکبار

خدا سے گر کسیکو التجا ہو
تو وہ جب چاہے عرض مدعا ہو

گذارش کی نہ عرضی کی ضرورت
نہ اُس کے ڈاک پر جانیکی حاجت

نہ کچھ اس کے تلف ہونیکا ڈر ہو
نہ کچھ افشائے مطلب کا خطر ہو

نہ حائل ہو توسط ہی کسیکا
نہ ہو اندیشہ امروز و فردا

نہ حاجت کچھ وکیلونکی ہے اُسکو
نہ کچھ پروا دلیلونکی ہے اُسکو

نہ کچھ حاکم کا دل میں خوف بیداد
نہ کچھ سرگشتگی سے لب پہ فریاد

نہ کچھ اثبات کی ہو فکر اصلا
کہ میں کہتا ہوں کیا سنتا ہے وہ کیا

خلل تو کچھ نہ ہو میرے بیاں میں
کہ کچھ لغزش بھی ہے میری زباں میں

فقط اخلاص سے لازم ہے زاری
کہ ہو مسند دل اسپر رحم باری

خدا کی حاجت براری کا بیان

جو کچھ بندوں کو فرمان خدا ہو
تو بندوں ہی کا اُس میں فائدہ ہو

غرض خالق کی اسمیں کب کوئی ہے
وہ بے پروا ہے قادر ہے غنی ہے

وہ خود یہ حکم فرماتا ہے تم کو
کہ تم حاجات اپنے مجھ سے چاہو

مجھے حاجت روائی کا ہے مقدور — عبث کیوں بھاگتے پھرتے ہو تم دور
جو مانگو مجھ سے میں دیتا ہی ہوں — تمہارا رب ہوں باذل ہوں سخی ہوں
نہیں تھکتا میں سننے سے دعا کے — تو پھر اعراض بیجا ہے خدا سے
نبی نے کر دیا ہے ہم کو آگاہ — بزرگی اور حیا رکھتا ہے اللہ
جو بندہ اسکے آگے ہاتھ پھیلائے — تو وہ خلاق یکتا اس سے شرمائے
کہ رحمت سے تہی دست اسکو رکھے — تصدق جائیے ایسے خدا کے

انسان کی پیدایش کا بیان

بنایا اس نے اول تم کو نطفہ — پھر اس کے بعد اک لختہ لہو کا
پھر اس لختے سے اک مضغہ بنایا — بنا مضغے سے نقشہ ہڈیوں کا
کیا پوشیدہ پھر ان ہڈیوں کو — لباس لحم سے خالق نے دیکھو
غرض اول سے آخر تک اسی نے — شکم میں ماں کے رکھا نو مہینے
وہاں بھی رزق پہونچایا برابر — جہاں تک تھا مقدر میں مقرر
عطا کی والدہ کو اتنی قدرت — اٹھایا اس نے سب بار مشقت
سکوں ہم کو جو ہوجاتا کسی دم — تو ہوجاتی وہ مضطر اور پر غم
یہ دیکھو قدرت خلاق علام — تردد تھا ہمارا اس کا آرام
بہت ہی تنگ زندان شکم تھا — شب تاریک سے ہرگز نہ کم تھا
خدا نے اس طرح راحت سے رکھا — ذرا بھی ہمکو واں پہونچی نہ ایذا
کہو کس کو وہاں تم نے ندا دی — تمہاری واں کسی نے کیا مدد کی
شب تاریک سے کس نے نکالا — رہ باریک سے کس نے نکالا
رہے جبتک کہ بے ہوش و ناچار — نہ تھے نفع و ضرر سے کچھ خبردار
تو کس نے پرورش کی رہ نکالی — محبت ماں کے دل میں کس نے ڈالی

جو ہو جاتے کبھی ہم سخت بیمار — تو لاکھوں گھیر لیتے اسکو افکار
ہماری رات بھر اس نے خبر لی — کہ ہم سوتے تھے اور وہ جاگتی تھی
غذا اکھاتی نہ تھی ایسی وہ زنہار — کہ پڑ جاتا ہمارا جس سے آزار
تھی نازک اسقدر حالت ہماری — نہ تھی جنبش بھی امرِ اختیاری
نہ رکھتے تھے خبر جب خیر و شر سے — کہو کس نے بچایا پھر ضرر سے
نزاکت کا ہماری تھا وہ عالم — غذائے سخت کھا سکتے نہ تھے ہم
نہ تھے دانت اور نہ پروا انت کی تھی — بہت اچھی ہماری زندگی تھی ۞
میسر رزق ہم کو بے طلب تھا — تردد کہتے ہیں جسکو وہ کب تھا
ہماری تھی غذا اک شیرِ مادر — نہایت خوشگوار اور صاف و بہتر
ہماری راحتوں کا تھا یہ آئین — پڑے رہتے تھے مثلِ نقشِ قالین
ہماری حالتِ بیچارگی پر — کیا اغیار نے بھی رحم اکثر
ادا کیونکر ہو شکرِ حق تعالےٰ — کہ اس حالت میں بھی ہمکو سنبھالا

قدرتِ الٰہی کا بیان

اگر اک وقت میں بیتاب ہو کر — پکار اٹھیں خدا کو لاکھوں مضطر
کسی کا جانبِ مشرق مکاں ہو — کوئی مغرب میں مصروفِ فغاں ہو
جنوبی ہو کوئی کوئی شمالی — کرے اپنی زباں میں زار نالی
کوئی رتبہ میں بڑھ کر ہو کوئی کم — مرادیں مختلف رکھتے ہوں باہم
کوئی ترکِ تعلق کا ہو داعی — ترقی کے لئے ہو کوئی ساعی
کسی کو آرزو اولاد کی ہو ۞ — تمنا خانہ آبادی کی ہو ۞
کوئی عقبےٰ کی رکھتا ہو تمنا — کسی کے قلب میں ہو حبِ دنیا
کوئی مظلوم نالاں ہو جفا سے — توقع عدل کی رکھے خدا سے

کوئی ہو رزق کی خواہش میں ناچار
کوئی صحت کا ہو حق سے طلبگار

کوئی ہو قرض کی زنجیر میں قید
کوئی ناکامیوں کے دام میں صید

کوئی آہستہ خالق کو کرے یاد
کسی کے لب پہ شورِ آہ و فریاد

کوئی شوہر سے چاہے ربط الفت
کوئی زوجہ کا خواہان محبت

خدا اک آن میں سنتا ہے سبکی
بڑی ہے سلطنت اُس پاک رب کی

خدا ہی کی قسم تم کو عزیزو
ذرا سوچو یہ قدرت ہے کسی کو

صفاتِ الٰہی کا بیان

خدا کی ذات ہے بے مثل جیسی
ہے اُس کی ہر صفت بے شبہ ایسی

ہے اُس کے روبرو سب کارخانہ
کہ جیسے ہاتھ میں رائی کا دانہ

خبیر ایسا نہیں دنیا میں کوئی
بصیر ایسا نہیں دنیا میں کوئی

کریم ایسا نہیں پایا کسی کو
رحیم ایسا نہیں پایا کسیکو

کہاں ایسا زمانے میں ہے جبار
کہاں ایسا زمانے میں ہے قہار

جہاں میں کون ہے ستار ایسا
جہاں میں کون ہے غفار ایسا

کوئی رزاق ایسا ہو تو بتلاؤ
کوئی خلاق ایسا ہو تو بتلاؤ

غفور ایسا کوئی دیکھا نہ ہرگز
شکور ایسا کوئی دیکھا نہ ہرگز

حسیب آتا نہیں ایسا نظر میں
رقیب آتا نہیں ایسا نظر میں

مجید ایسا زمانے میں کہاں ہے
شہید ایسا زمانے میں کہاں ہے

قوی ایسا جسے بے مثل جانو
ولی ایسا جسے بے مثل جانو

کوئی جامع نہیں مثل اُسکے زنہار
کوئی نافع نہیں مثل اُسکے زنہار

حلیم ایسا نہیں ہرگز جہاں میں
علیم ایسا نہیں ہرگز جہاں میں

خدا کا علم وہ بے انتہا ہے
جہاں ناچار عقلِ نارسا ہے

قلم بن جائیں گر دنیا کے اشجار
سیاہی سات دریا کی ہو تیار

تو ٹوٹیں سب قلم ہوں خشک دریا
نہ اُس کے علم کا ہو وصف پورا

جو ہو کر عقل سے معذور کوئی
یہی اوصاف سمجھے غیر میں بھی

تو کہتے ہیں اسی کو شرک بیشک
بچو تم اس سے ممکن ہو جہاں تک

ہمارا دین برحق ہے وہ کامل
کہ سب ادیان ہیں جس کے مقابل

کوئی باطل کوئی منسوخ و بیکار
ثواب اسباب سے ہو تم خبردار

کہ یہ توحید کی خوبی ہے ساری
یہی ہم پر بڑا ہے فضل باری

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین پیغمبر خدا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت

نبی پاک سردارِ دو عالم
شفیع مذنبین و فخر آدم

رسول خاص محبوب الٰہی
فروغ مسند امت پناہی

شہ ذیجاہ اورنگ رسالت
عماد داور نگاہ عدالت

رفیع المنزلت والا مناقب
جلیل القدر فخر آل غالب

بہادر دین چمن پیرائے توحید
قدم ان کا ہے صدر آرائے توحید

نہیں قرآن سے بڑھ کر کوئی شئے
کہ جو خاص آپ ہی کا معجزہ ہے

کرے سارا زمانہ بھی جو شورہ
نہ لائے مثل اس کے ایک سورہ

دوسرا باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نبوی کے بیان میں

یہ ہے ارشاد حضرت عائشہ کا
بڑا اخلاق آپ کا قرآن ہی تھا

رسول پاک دو عالم کے سردار
تجاوز اس سے کرتے تھے نہ زنہار

خدا جس فعل پہ ہوتا غضبناک
اسی کو بد سمجھتے احمد پاک

رضامندی خدا کی جس میں ہوتی
وہی تھی آپ کی بھی عین مرضی

غرض دنیا سے رکھتے تھے نہیں آپ
کبھی ناحق نہ ہوتے خشمگیں آپ

تدارک نفس کی خاطر نہ کرتے
خدائے پاک سے ہر وقت ڈرتے

تلف ہوتا اگر اللہ کا حق
مروت پھر نہ فرماتے تھے مطلق

کسی پر آپ کو غصہ جو آتا
تو وہ زنہار تاب اسکی نہ لاتا

لرز جاتے جگر شیروں کے ڈر سے
تعلق ہوش کو رہتا نہ سر سے

شجاعت آپکی طینت میں تھی خوب
سخاوت آپکو تھی دل سے مرغوب

عدالت سے ہمیشہ کام لیتے
مروت ہاتھ سے ہرگز نہ دیتے

نہ فرماتے کسی سائل سے یہ بات
کہ دے سکتا نہیں میں تجکو خیرات

یہاں تک آپ فرماتے تھے ایثار
کسی شب میں نہ رکھتے ایک دینار

کوئی گر مانگنے والا نہ پاتے
کبھی گھر میں نہ وہ دینار پاتے

کرم کرتے نہ جبتک مستحق پر
نہ ہوتا آشنا پہلو سے بستر

ایک دن میں نوے ہزار دینار کا تقسیم کرنا

رسول پاک کی خدمت میں اکبار
کہیں نوے ہزار آئے تھے دینار

نماز صبح سے تا ظہر حضرت
تھے اپنی ذات سے مصروف قسمت

دیئے سب کو نہ چھوٹا کوئی حقدار
رہا جب ایک بھی باقی نہ دینار

تو وارد ہو گیا درویش کوئی
کہا اب تو نہیں ہے کچھ بھی باقی

تو میرے نام سے جو چیز چاہے
کسی دوکان پر سے جا کے لیلے

اگر مانگے گا بائع مجھ سے قیمت
ادا کرنے میں کچھ ہوگی نہ حجت

کہا حضرت عمرؓ نے یا محمد
کہ آخر قرض کی بھی ہے کوئی حد

نہیں شرع میں تکلیف زنہار
کہ ہو طاقت سے بڑھ کر قرض کا بار

رسولِ پاک کو ناخوش جو دیکھا　　کہا اک مردِ انصاری نے اچھا
جو کچھ اللہ دے بخشش کریں آپ　　نہ ہرگز قلتِ زر سے ڈریں آپ
یہ سنکر ہو گئے حضرت بھی مسرور　　کہا اس کام ہی پر ہیں ہم مامور

ایک لڑکے کو جسم مبارک کا کرتا عطا کرنا

سنو اک روز آیا ایک لڑکا　　رسولِ حق سے مانگا اس نے کرتا
کہا حضرت نے اک ساعت کے بعد آ　　گیا اور آپ سے پھر آکے بولا
کہ میری ماں یہ رکھتی ہے تمنا　　کہ دیں اپنے بدن کا آپ کرتا
ہوے حضرت محل میں خلوت آرا　　وہ کرتا جسمِ انور سے اتارا
اسے پھر آپ نے تہ کرکے بھیجا　　کہ اپنی والدہ کو دے وہ لڑکا
صحابہ آپکے سب منتظر تھے　　برہنہ تھے نہ حضرت گھر سے نکلے
نہ باہر آئے جب حضرت مکاں سے　　گئے مایوس سب ہوکر وہاں سے
ہوا صادر یہ ارشادِ الٰہی　　نہیں ایثار لازم اسقدر بھی
کہ عریاں ہو کے بیٹھیں گھر میں محبوب　　رکھیں اصحاب کو صحبت سے مہجور
رہیں جب آپ سے وہ لوگ محروم　　تو ہوں احکامِ دیں کیا ان کو معلوم

عطا فرمانا چادر مبارک کا ایک سائل کو

رسولِ پاک کی خدمت میں آکر　　رکھی اکدن کسی عورت نے چادر
یہ کی عرض اسکو میں نے خود بنایا　　نہایت پر تکلف حاشیا ہے
تمنا ہے مری اوڑھیں اسے آپ　　مگر چادر کے بھی محتاج تھے آپ
غرض حضرت نے لے کر اسکو اوڑھا　　کہ آیا اتنے میں اک شخص اس جا

کہا حضرت یہ چادر ہے بہت خوب ۔ ہے اس کا حاشیہ مطبوع و مرغوب
مجھے بخشو تو منت ہے سراسر ۔ یہ سنکر آپنے دیدی وہ چادر
گئے مجلس سے جسدم اٹھ کے حضرت ۔ تو کی سائل کو یاروں نے ملامت
کہ یہ چادر رسول حق نے لی تھی ۔ بڑی رغبت سے اور حاجت تھی اسکی
تجھے یہ بات بھی تھی خوب معلوم ۔ نہیں کرتے کسی کو آپ محروم
نہ ان حالات سے تھا جبکہ جاہل ۔ ہوا پھر کس لئے تو آکے سائل
جواب اس کا دیا سائل نے حاشا ۔ نہ دنیا کے لئے تھی یہ تمنا
کفن کے واسطے خواہش تھی میری ۔ کہ یہ چادر تھی مقبول نبی بھی

بیت المال کی حفاظت کا بیان

وہ بیت المال کی کرتے حفاظت ۔ کہ حاکم ہے گواہ عدل قسمت
ضرورت سے نہ رکھتے بڑھکے پروا ۔ فقط لیتے تھے قوت ایکساں ہی کا
تو اسکی بھی یہ کیفیت ہے لکھی ۔ جو ہوتی اسمیں ارزاں جنس کوئی
اسی پر آپ فرماتے قناعت ۔ کھجور اور جو یہ ٹھہری تھی معیشت
پھر اس میں بھی کیا کرتے تھے خیرات ۔ کرم طینت میں تھا فیاض تھی ذات
نہ ہوتا تھا ابھی پورا برس بھی ۔ کہ وہ سرمایہ ہو جاتا تھا خالی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات پسندیدہ اور خصائل حمیدہ کا بیان

تھے حضرت انتہا کے راست گفتار ۔ وفا کرتے تھے جو کرتے تھے اقرار
نہ تھا کوئی سلیم الطبع ایسا ۔ نہ تھا کوئی حلیم الطبع ایسا
سرشت پاک تھی حلم و حیا سے ۔ سوا اس دختر ناکتخدا سے

رہے مستور جو پردے کے اندر — تقطر ڈالے ہوئے روئے زمیں پر
نظارہ آنکھ کے گوشے سے اکثر — بہت ہی خوشنما کرتے تھے سرور
نظر اکثر زمیں سے آشنا تھی — بہت کم مائل اوج سما تھی
کسی دعوت سے ہرگز منہ نہ پھیرا — تواضع خاص حصہ آپ کا تھا
غنی ہوتا کوئی یا کوئی درویش — کوئی بیگانہ ہوتا یا کوئی خویش
کوئی مسرور یا ناشاد ہوتا — کوئی مملوک یا آزاد ہوتا
نہ کچھ انکار فرماتے تھے حضرت — بلاتا جو کوئی جاتے تھے حضرت
ہر اک پر رحم کی رکھتے نظر آپ — بڑے مشفق تھے خلق اللہ پر آپ
تلاش آب میں آتی جو بلی — تو حضرت کو رعایت اسقدر تھی
بڑھاتے آپ برتن اسکے آگے — وہ جب سیراب ہوتی کھینچ لیتے
ذرا برتن بھی کر دیتے تھے ٹیڑھا — کہ پانی جمع سب ہو جائے یکجا
زیادہ سب سے عفت میں تھے حضرت — وحید خلق عصمت میں تھے حضرت
نہ شہوت نفس پر رکھتے تھے غالب — نہ رہتے تھے کبھی لذت کے طالب
کیا کرتے بہت تعظیم احباب — بڑے اخلاق سے تکریم اصحاب
صحابہ کی جماعت میں وہ سردار — نہ اپنے پاؤں پھیلاتے تھے زنہار
اگر تنگی کا پاتے بزم میں طور — جگہہ ہر ایک کو دیتے تھے فی الفور
ادب تعظیم پاتا تھا یہیں سے — بڑھاتے تھے نہ زانو ہمنشیں سے
نگہ گر آپ پر ناگاہ پڑتی — تو ہیبت کی جگر میں راہ پڑتی
کوئی گر آپ کی صحبت میں رہتا — تو ہو جاتی محبت اس کو پیدا
عجب اصحاب حضرت کا تھا عالم — جدا وہ آپ سے ہوتے نہ اکدم
رہا کرتے تھے گرداگرد ایسے — ستارے چاند کے ہالے میں جیسے
جو کچھ ارشاد فرماتے پیمبر — تو سن لیتے اسے خاموش ہوکر
دل و جاں سے کیا کرتے تھے تعمیل — بجا لاتے تھے بالکل حق یہ تعمیل

کسی سے ملنے جاتے جب یہ شفقت　　سلام اول کیا کرتے تھے حضرت

اگر احباب سے ہوتے ملاقی　　سرِ اقدس میں کرتے پہلے کنگھی

تزئین میں نہ فرماتے تامل　　لباس اچھا پہنتے پر تجمل

مزاج اصحاب کی لیتے خبر آپ　　کوئی بیمار سن پاتے اگر آپ

عیادت اس کی کر آتے تھے جاکر　　تسلی اسکی فرماتے تھے جاکر

مسافر کو دعائے خیر دیتے　　خدا سے اجر اس نیکی کا لیتے

کوئی دنیا سے کر جاتا جو رحلت　　تو اسدم آپ پڑھتے تھے یہ آیت

کہ ہیں اللہ ہی کے واسطے ہم　　طرف اللہ کے پھر جائیں گے ہم

نہ فرماتے تھے وہ سردار معصوم　　دعائے مغفرت سے اسکو محروم

کسی کو آپ گر رنجیدہ پاتے　　تو اس کے پاس خود فی الفور جاتے

رئیس قوم کو دیتے دلاسا　　کیا کرتے بہت اکرام اس کا

ہر اک سے تازہ رو رہتے تھے حضرت　　خلیق و نیک خو رہتے تھے حضرت

کوئی گر پیش کرتا عذر تقصیر　　تو اس کے عفو میں کرتے نہ تاخیر

ہمیشہ باغ میں یاروں کے جاتے　　وہاں کھانا ضیافت کا بھی کھاتے

پس پشت آپ کے چلتا کوئی گر　　تو اس کو منع کرتے تھے پیمبر

کہ میرے پیچھے رہتے ہیں فرشتے　　مزاحم تم نہ ہو زنہار ان کے

نبی تھے خلق میں سب سے زیادہ　　کوئی گر ساتھ چلتا تھا پیادہ

تو مرکب میں بٹھا لیتے تھے اسکو　　ردیف اپنا بنا لیتے تھے اسکو

سواری سے اگر کرتا وہ انکار　　تو فرماتے تھے وہ عالم کے سردار

کہ مجھ سے پیشتر ہی تم چلے جاؤ　　کہ اپنی منزل مقصود کو پاؤ

کہیں آقا بھلا ہوتے ہیں ایسے　　کہ خود ہی خدمت خدام کرتے

غلام اور لونڈیوں پر آپ زنہار　　نہ رکھتے تھے تفوق سے سروکار

جو کھاتے آپ ان کو بھی کھلاتے　　جو پیتے آپ ان کو بھی پلاتے

پہنتے جوڑہ پہناتے تھے حضرت
نہایت لطف فرماتے تھے حضرت

خادموں کی خدمت کرنے کے بیان میں

حکایت

سنو لکھتا ہوں پاکیزہ حکایت
قسم کھا کر انس نے کی روایت

حضر میں بھی رہا حضرت کے ہمراہ
سفر میں بھی رہا حضرت کے ہمراہ

نہ فرماتے کبھی اُف ناخوشی سے
نہ کرتے تھے تاسف ناخوشی سے

نہ رکھا آپ نے مجھ پر یہ الزام
کہ تو نے کس لئے ایسا کیا کام

ضروری کام کو کیوں تو نے چھوڑا
نہ تھا کچھ آپ کا یہ خلق تھوڑا

حضرت کا صحابہ کیساتھ کام میں شریک رہنے کا بیان

ہوا یہ اک سفر میں حکم والا
کہ اس منزل میں ہو اک ذبح بکرا

یہ سن کر ان میں سے اک شخص بولا
کہ ہوگا ذبح کرنا کام میرا

یہ سنکر دوسرا اک کہہ اٹھا دوست
کہ ہے ذمہ میں میرے کھینچنا پوست

کہا پھر تیسرے نے اس طرح واں
کہ میں خود پخت کو موجود ہوں یاں

رسول حق نے فرمایا کہ اچھا
مرے ذمہ ہے چننا لکڑیوں کا

صحابہ نے نبی سے عرض کی جب
کہ ہم اس کام کو موجود ہیں سب

کہا حضرت نے ہے مجھ پر بھی ظاہر
ہو تم اس کام کے کرنے پہ قادر

مگر مجھ کو نہیں ہرگز یہ منظور
تفوق کر کے میں تم سے رہوں دور

تعلی مرد کو زیبا نہیں ہے
یہ شیوہ جس میں ہو اچھا نہیں ہے

لیا تھا الغرض حضرت نے جو کام
دیا وہ مستعد ہو کر سر انجام

حضرت کا اپنے کام میں کسی سے استعانت نہ کرنے کا بیان

لکھا ہے واقعہ میں اک سفر کے
پھر اونٹ سے اُترے تھے نیچے

جماعت سے نماز فرض پڑھکر
چلے پھر اونٹ کی جانب پیمبر

گذارش کی صحابہ نے یہ اُسدم
کہاں جاتے ہیں آپ اے فخر عالم

ہوا اُن سے یہ ارشاد پیمبر
شتر کا باندہ آؤں پاؤں جاکر

صحابہ نے کہا ہم باندہ دیں گے
تو یہ سن کر رسول پاک بولے

نہیں ہرگز کسی کو یہ سزاوار
کہ لوگوں سے مدد کا ہو طلبگار

نہ مانگو یارہ مسواک تک بھی
جو چاہو تو اعانت کبریا کی

نشست و برخاست و اکل و شرب و معاملات وغیرہ میں حضرت کی آداب و رعایت کا بیان

کبھی اٹھے پیمبر یا کہ بیٹھے
رہے رطب اللساں ذکر خدا سے

قطعہ

کسی مجلس میں جب جاتے تھے حضرت
جلوس اُس جا پہ فرماتے تھے حضرت

کہ مجلس کی جہاں پر انتہا تھی
نہ کرتے صدر مجلس کی ہوس بھی

مسلمانوں پہ بھی تاکید یہ تھی
کہ سیکھو مجھ سے اس خصلت کو تم بھی

یہ لکھے ہیں رسول حق کے حالات
عجب پایا تھا انداز مدارات

ہر اک کی شان کو ملحوظ رکھتے
ہر اک انسان کو محفوظ رکھتے

یہی سمجھا ہوا ہر شخص تھا ٹھیک
عزیز القدر ہوں حضرت کے نزدیک

کوئی گر بیٹھ جاتا آنکر پاس
تو کرتے آپ اس کا اسقدر پاس

کہ جبتک وہ نہ اٹھ جاتا وہاں سے
نہ اٹھتے آپ بھی حاشا وہاں سے

کوئی گر پیش آجاتی ضرورت
کسی سے اس طرح کرتے نہ تقریر
جو گستاخی بھی ہو جاتی کسی سے
ہمیشہ آپ کی عادت یہی تھی
مریضوں کی عیادت آپ کرتے
محبت چھوڑتے ان کی نہیں آپ
جنازوں میں بھی انکے آپ جاتے
کبھی کرتے نہیں وہ شاہ والا
نہ باز آتے کبھی احسان سے آپ
ذراسی بھی جو نعمت کوئی ہوتی
ادائے شکر کرتے آپ ہر بار
نہ فرماتے کہ یہ کھانا برا ہے
نہ کھاتے گر کبھی ہوتی نہ رغبت
کریم اللہ اکبر اسقدر آپ
گرامی خاص مہمانوں کو رکھتے
کوئی وقت آپکا ایسا نہ ہوتا
ہمیشہ بات کرتے مسکرا کر
طریق سہل پر رہتے تھے مائل
کوئی گر قطع رحم انسان کرتا
کہ رہتے اسکی صحبت ہی سے مہجور
کیا کرتے تھے اپنا آپ ہی کار
سیا کرتے تھے نعلین آپ خود ہی
اور اس میں خود لگا لیتے تھے پیوند

تو اس سے اذن لے لیتے تھے حضرت
کہ جس تقریر سے ہوتا وہ دلگیر
خیال اسکا کبھی حضرت نہ کرتے
کہ اس کو بخش دیں جس نے خطا کی
فقیروں پر رعایت آپ کرتے
رہا کرتے تھے انکے ہمنشیں آپ
اقارب کو بھی پر سا دیکے آتے
کسی درویش کی تحقیر حاشا
نہ ڈرتے تھے کسی سلطان سے آپ
زیادہ کرتے آپ اس کی بزرگی
خدا کے فضل کا ہر دم تھا اقرار
وہی ہے خوب ممکن جو غذا ہے
مگر منہ سے برا کہتے نہ حضرت
کہ ہمسایوں کی لیتے تھے خبر آپ
مگر ہم سب مسلمانوں کو رکھتے
کہ جس میں ذکر خالق کا نہ ہوتا
ہمیشہ تازہ رو رہتے پیمبر
ہمیشہ ترک کرتے راہ مشکل
تو ہوتے آپ ناخوش اس سے اتنا
رہا کرتے تھے اسکے قرب سے دور
کسی سے ملتجی ہوتے نہ زنہار
جو پھٹتے کپڑے سی لیتے تھے وہ بھی
نہ ہرگز غیر کے رہتے تھے پابند

سواری میں تکلف کچھ نہ کرتے ۔ غلاموں کو بٹھا لیتے تھے پیچھے
کیا کرتے تھے اپنی آستیں سے ۔ ہمیشہ پاک منہہ گھوڑے کا اپنے
رہا کرتی تھی فال نیک مطلوب ۔ شگون بد نہ تھا حضرت کو مرغوب
کوئی مرغوب شئے پاتے اگر آپ ۔ تو لاتے تھے زبان پاک پر آپ
کہ اس اللہ کو تعریف ہے سب ۔ جو سارے خلق کا ہے مالک و رب
جو نا مرغوب آ جاتی کوئی شئے ۔ تو کہتے شکر حق ہر حال میں ہے
فراغت آپ کھانے سے جو پاتے ۔ خدا کا یوں زباں پر شکر لاتے
کھلایا اور پلایا جس نے ہم کو ۔ تر و تازہ بنایا جس نے ہم کو
کیا پیدا ہمیں جس نے مسلماں ۔ ہے اس اللہ ہی کے حمد شایاں
کوئی بات آپ فرماتے نہ ایسی ۔ کہ جو بے سود اور بے کار ہوتی
کوئی گر بھیجتا خدمت میں ہدیہ ۔ تو بدلا آپ کرتے اس سے اچھا
کبھی گر آپ پر فاقے گذرتے ۔ کسی سے کچھ شکایت ہی نہ کرتے
یہاں تک صبر فرماتے پیمبر ۔ کہ پتھر باندھ لیتے تھے شکم پر
زمیں میں دفن ہیں جتنے خزانے ۔ عطا کیں کنجیاں ان کی خدا نے
مگر ان کو نہ کرتے تھے قبول آپ ۔ کہ دنیا کو سمجھتے تھے فضول آپ
نہ کرتے ترک فکر عاقبت کو ۔ مقدم سب سے رکھتے آخرت کو
نماز حق میں ملتی تھی وہ لذت ۔ کہ اس میں طول دیتے تھے نہایت
نکلتی تھی صدا سینے سے اسطرح ۔ کہ پیدا دیگ میں ہو جوش جسطرح
کھڑے ہوتے جو خطبہ کے لئے آپ ۔ بہت ہی مختصر کرتے اسے آپ
ہوا کرتے تھے بخشش کے طلبگار ۔ حضور حق سے اک جلسے میں سو بار

حضرت کے تحمل پر ایک یہودی کا ایمان لانا

یہودی ایک عالم نے کہا یوں ۔ مجھے اپنے کتابوں سے کھلا یوں

جو ہوا آخر زمانے میں پیمبر
نبی ہیں میں نے وہ اوصاف پائے
کہ اُس پر گر کوئی سختی سے پیش آئے
غضب پر صبر و حلم اسکا ہو غالب
شہ والا نے قرض اکدن لیا تھا
تعین ہو چکی تھی ایک مدت
ابھی دو تین دن تھے اسمیں باقی
نہ فرمایا مگر حضرت سے اتنا
صحابہ جمع تھے اسجا پہ اکثر
بہت کی یا وہ گوئی سخت ابرام
فقط مجکو غرض تھی امتحاں سے
یہ عادت ہے تمھارے خاندانکی
یہ ظاہر ہے ملا تم سے نہ اصلا
یہ سُنکر شرم سے حضرت تھے خاموش
یہ حالت جب ہوئی مجپر نمودار
یہ دل کا حوصلہ میں نے نکالا
نگاہِ تند سے تا دیر دیکھا
یہ سنکر بے تامل آپ اُٹھے
یکایک کھینچکر آئے وہ شمشیر
کہ اے دشمن خدا کے باز اب آ
تبسم کر کے حضرت نے کہا یوں
نہ تھی امید مجکو تم سے ایسی
کہ مجھکو اس طرح کرتے نصیحت

تو اوصاف اسکے ہونگے اسطرح پر
نہ دیکھے تھے مگر دو وصف میں نے
مقابل اسکے وہ لبینت ہی فرمائے
رہا میں امتحاں کا اسکے طالب
بہت سے درہموں کا مجھسے خرما
کہ جس مدت میں ہو بیباق قیمت
کہیں جا کر ہوا قیمت کا داعی
تقاضا قبل مدت ہے یہ کیسا
کیا میں نے تقاضا حد سے بڑھکر
نہایت ہی درشتی سے لیا کام
کہ نکلا یہ سخن میری زباں سے
نہیں جو لے کے دینا جانتے ہی
سہولت سے کسی کو قرض اپنا
تحمل سے نہ آیا غیظ کا جوش
ہوا میں اور سختی کا روادار
کہ اٹھکر پیرہن پر ہاتھ ڈالا
کہا اٹھ اور ادا کر قرض میرا
مگر حضرت عمر بھی اسجگہ تھے
بہت بیتاب ہو کر کی یہ تقریر
دگرنہ سر اڑا دونگا میں تیرا
کہ یہ کیا حرف ہے [illegible] کیوں
تمھیں جو بات لازم تھی یہی تھی
ادائے قرض کی لازم ہو صورت

اُسے بھی اس طرح ترغیب دیتے
کہ رو گرداں نہ ہو حسن طلب سے

کہا یہ منفعل ہو کر عمرؓ نے
رسول اللہ سے اسوقت سن کے

تمنّا ہے اگر حکم نبی ہو
تو جتنا قرض ہے دیدوں میں اسکو

عمر کا ہو گیا منظور کہنا
مگر صادر ہوا ارشاد والا

کہ تم نے کی ہے ساتھ اسکے برائی
زیادہ دے کے کچھ کر لو صفائی

سنی میں نے پیمبر سے جو یہ بات
تو سمجھا رحمت حق ان کی ہے ذات

رسالت کا کیا اقرار دل سے
مسلماں ہو گیا اک بار دل سے

حکایت ایک بدوی کی اور حضرت کا تحمل اس کی سختی پر

چلے جاتے تھے حضرت گھر کو اک روز
تھے ہمراہ آپکے اصحاب دلسوز

کسی صحرا نشیں نے پاس آکر
نبی کی کھینچ لی اس طرح چادر

کہ گردن چھل گئی شاہ ہدا کی
تشدد کی یہ نوبت بلکہ پہونچی

کہ سر دیوار سے حضرت کا ٹکرائے
پر اسپر بھی نہ حضرت غیظ میں آئے

یہ فرمایا کہ ہے تیری غرض کیا
تو اس ارشاد کو سنکر وہ بولا

کہ یہ دو اونٹ ہیں ہمراہ میرے
اسی وقت انپہ غلہ بار کر دے

کہ بیت المال سب مال خدا ہے
نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے

تو فرمایا ترا کہنا بجا ہے
مگر اتنا تشدد جو کیا ہے

مرا حق ہے کہ بدلہ تجھ سے لوں میں
کہا اس نے کہ جب لینے بھی دوں میں

تبسم اسپہ فرماتے تھے حضرت
انھیں باتوں میں گذری ایک ساعت

ہوا اک شخص سے ارشاد والا
کہ لادے اک شتر پر اس کے خرما

شتر جو دوسرا ہے ساتھ اس کے
تو اسکی پشت پر جو بار کر دے

نبی پر میں فدا ہوں جان و دل سے
تحمل سے تھے کتنا کام لیتے

اسی کو کہتے ہیں امت پناہی | یہی ہے دشمنوں کی خیر خواہی

تیسرا باب شرایط سیاست میں۔ پہلی شرط تامل اور حلم سے عدل کرنے کے بیان میں

بیاں کرتا ہوں شرط شہر یاری | کہ ہو جو واقعہ حاکم پہ طاری
یہی اس وقت حاکم کو ہے درکار | کہ سمجھے آپ کو بالکل ہی ناچار
رعایا کی طرح جانے یہ خود بھی | کہ مجھپر دوسرا حاکم ہے حاوی
اگر اس کا ہو مجھپر حکم ایسا | جو میں نے غیر کے حق میں ہے سوچا
تو وہ دل کو نہ ہو میرے گوارا | تو پھر عاقل کو کافی ہے اشارا
اگر اسکی طرف سے ہو یہ ارشاد | تو کیوں کر غیر کا دل اُس سے ہو شاد
روا جب ذات پر اپنی نہ رکھے | تو ایسا ہی نہ غیروں کو بھی سمجھے
مگر جب تک تامل ہو نہ کامل | کہیں یہ بات بھی ہوتی ہے حاصل
عدالت میں نہیں تعجیل درکار | سزا ہو جرم سے بڑھکر نہ زنہار

حکایت سلطان نصر بن احمد سامانی اور اسکی شتاب زدگی کے بیان میں

جب احمد کا سفر دنیا سے ٹھیرا | کہ جو سامانیوں میں پادشہ تھا
تو اُس نے کمسن اک فرزند چھوڑا | کہ تھا نصر بن احمد نام جس کا
وزیروں کو خدا نے دی ہدایت | کہ نظم سلطنت میں کی کفالت
عدالت کا تھا اور انصاف کا طور | نہ ہوتا تھا کسی پر ظلم اور جور
جواں جب ہو گیا وہ شاہزادہ | فراست میں ہوا سب سے زیادہ
فضایل اور مناقب جسقدر تھے | اُسے اللہ نے ایک ایک بخشے

مگر عجلت طبیعت میں تھی یکسر
غرورِ نوجوانی کا تھا عالم
تحمل کا نہ تھا عادی وہ اصلا
غضب کا تھا غرورِ شہریاری
ہر اک پر تھا روا دارِ صعوبت
وزیر اس کا جو تھا اک نیک تدبیر
کہ مجھ میں ہو نمایاں گر کوئی عیب
کروں جس کا تدارک میں بہر طور
کہ ہے میری دعا اے شاہِ والا
کرم کا آپ کے وہ مائدہ ہے
ہزاروں نعمتیں جس پہ ہیں موجود
مگر اس کا تردد بیشتر ہے
نمک کوئی نہ خاطر خواہ پا سکے
یہ سنکر اس سے پوچھا پادشہ نے
دیا اس کا جواب اس نے کہ سلطاں
حکومت کے لیے ہے حلم درکار
مبادا کچھ تزلزل ملک میں آئے
کہا سلطان نے میں جانتا ہوں
طبیعت سے مگر ہوں سخت مجبور
کہا اس نے تامل ہے سزاوار
مشیر کار ہوں سب نیک کردار
رہیں ہر وقت وہ خدمت میں موجود
غضب جب آپ پر ہو جائے طاری

تحکم ہی سے لیتا کام اکثر
کہ خود رائی سوا تھی تجربہ کم
بہت ہی جلد آجاتا تھا غصا
کہ کرتا بے تامل حکم جاری
زیادہ جرم سے کرتا عقوبت
یہ کی اس پادشہ نے اس سے تقریر
تو واقف اس سے کر مجھکو بلا ریب
دیا اس کا جواب اس نے یہ فی الفور
زیادہ آپ کا ہو بول بالا
کہ جس سے اک جہاں کو فائدہ ہے
صلائے عام ہے مطلوب و مقصود
کہ تھوڑا سا نمک اس خوان پر ہے
تو کیا لذت وہ نعمت سے اٹھائے
نمک اس خوان کے لایق بتا دے
نمک اس خوان کا ہے حلم واحساں
نہ ہو سلطاں رعایا میں سبکسار
یہ سارا مائدہ غارت نہ ہو جائے
جو مجھ میں عیب ہے پہچانتا ہوں
کروں تدبیر کیا اے نیک دستور
نہ بے سمجھے ہو جاری حکم زنہار
مہذب پاک باطن نیک کردار
انھیں لوگوں سے حاصل ہوگا مقصود
تو ہو جائے شفاعت انکی کاری

غرض اُس مشورے کو اُس نے سنکر — کئے ارکان ایسے ہی مقرر
ہر اِک دربارِ سلطانی کے لائق — ہر اِک اخلاق میں ممتاز وفائق
یہ کی سلطان نے اُن سب سے تقریر — کہ ہو جس کے لئے ارشاد تعذیر
نہیں لازم عمل اُن پر یکایک — مناسب ہے توقف تین دن تک
کریں آگہ مجھے ہر روز اکبار — کہ ہے اس باب میں کیا حکم سرکار
کوئی مجرم ہو گر شایانِ رحمت — کرو دل کھول کر اسکی شفاعت
ہوے جس وقت یہ آئین مقرر — تو چمکا سلطنت کا اُس کے اختر
یہاں تک عدل نے پائی ترقی — کہ تھی ہر ملک میں شہرت اسی کی

دوسری شرط مخلوق کی حاجت براری کے بیان میں

مقاصد اہل حاجت کے ہوں جتنے — مناسب ہے کہ پورا کردے پہلے
اُدھر تو خاطر مومن ہو مسرور — ادھر حاکم خدا کے پاس ماجور
عمل اہلِ عبادت کا ہے جتنا — ثواب حاکم کو اتنا ہی ملے گا
اگر معلوم ہو جائے کہ در پر — کھڑا ہے کوئی حاجتمند آکر
تو جب تک کام اُس کا ہو نہ اجرا — عبادت میں نہ ہو مشغول اصلا

حکایت سکندر اور اس کی حاجت براری کی تعریف

سنو اک دن سکندر شام تک تھا — سریرِ سلطنت پر کار فرما
غرض مند ایک بھی اُس دن نہ آیا — کوئی مجرم کوئی خاین نہ آیا
تو اپنے ہمنشینوں سے وہ بولا — جو دن ہے آج میری زندگی کا
حساب عمر میں داخل نہیں ہے — کچھ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہے

کہا اک شخص نے یوں سر جھکا کر　　کہ اے فرمانروائے دادگستر
وہ دن جو عیش و راحت میں بسر ہو　　امارت کا ستارہ اوج پر ہو
سپہ آسودہ ہو گنجینہ معمور　　مرادیں حاصل اور خاطر ہو مسرور
نصیبوں سے ہوا کرتا ہے حاصل　　حساب عمر میں ہو کیوں نہ داخل
جواب اس کو دیا سلطان نے خوب　　کہ حاصل ہو کسی کا جب نہ مطلوب
کسی مظلوم کی حاجت نہ نکلے　　کسی محروم کی حسرت نہ نکلے
تو وہ دن جسمیں یہ صورت ہے واقع　　رعایا کو نہ سلطاں کو ہے نافع

تیسری شرط خواہش نفس کو پورا کرنے کے بیان میں

رکھے اسباب کو اچھی طرح یاد　　کہ ہے ہر بات میں اک حدِ معتاد
رکھے زنہار عادت ہی نہ ایسی　　کہ خواہش نفسِ سرکش کی ہو پوری
غذائے خوب کا عادی نہ بنجائے　　لباسِ پر تکلف سے بھی باز آئے

حکایت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اور کوتہ کرنا آپ کا کرتے کو

ہوئے حضرت علیؓ جس دم خلیفا　　لیا بازار سے اک روز کرتا
درم تھے تین جس کرتے کی قیمت　　مگر اس کی یہ لکھی ہے حقیقت
کہ پہنچوں سے زیادہ آستیں تھی　　تھی دامن کی بھی ایسی ہی درازی
جو ایڑی سے لٹک جاتا تھا نیچے　　تو اس کو قطع کر ڈالا علیؓ نے
سبب اصحاب نے اس کا جو پوچھا　　ہوا ارشاد یہ حضرت علیؓ کا
تواضع سے عمل نزدیک سے ہے یہہ　　طہارت کا طریقہ ٹھیک ہے یہہ

حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موٹا کپڑا پہننے کے باب میں

ہوئے حضرت عمرؓ جب داخل شام — کیا لشکر کے سرداروں نے یہ کلام
کہ تکلیف آپ کو اسبات کی دی — کریں زیب بدن پوشاک اچھی
امیران بلد جب پاس آئیں — نہیں لائق کہ اس حالت میں جائیں
کہ موٹا آپ کے تن پہ ہو کرتا — یہ حالت کب خلیفہ کو ہے زیبا
جواب ان کو دیا حضرت عمرؓ نے — ہمارا فخر ہے اسلام ہی سے
خدا نے ہم کو وہ بخشا ہے رتبا — نہیں کچھ زینت دنیا کی پروا
عمرؓ اک روز فرماتے تھے یہ بھی — کرے جو آرزوئے نفس پوری
اسے بھی داخل اسراف سمجھو — حکایت اور ہے اک صاف سمجھو

حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ازواج مطہرات کے جواب و سوال میں

بہت اصحاب نے کی سعی اس میں — کہ اپنی طرز کچھ فاروق بدلیں
خلیفہ ہیں اسیرِ بحر و بر ہیں — مگر کس حال سے رہتے عمرؓ ہیں
نہ مانی آپ نے اک بات ان کی — سنی سب کی نہ چھوڑی آن اپنی
تو پھر اصحاب نے حضرت علیؓ سے — کہا حضرت عمرؓ سے آپ کہیئے
علیؓ پاک نے سوچی یہ تدبیر — کہ ازواج نبی سے ہو یہ تقریر
کہ جن کی واجب التعظیم ہے ذات — عجب کیا ان کی گر سنلیں عمرؓ بات
جو تھیں اک دختر فاروق اعظم — نبیؐ کی زوجہ پاک اور مکرم
کہا اصحاب نے ان سے یہ جاکر — کہ آپ اور عائشہ امت کی مادر
کریں فاروقؓ سے اسطرح اصرار — کہ وہ منظور کرلیں ہو کے ناچار
کہا فاروقؓ کی دختر نے سن لو — نہ مانیں گے عمرؓ باور یہ کر لو
تامل کچھ نہیں کہنے میں ہمکو — مگر بیکار ہے اتنا سمجھ لو
غرض اسبات پر آمادہ ہوگئے — کہا فاروقؓ سے ان بیبیوں نے

رسول پاک اور صدیق اکبر
ہوئے ہرگز نہ دنیا کے طلبگار
تمہارے عہد میں لیکن خدا نے
عطا فرما دیا سب ملک قیصر
عرب کے مٹ گئے سارے مفاسد
تمہارے رعب سے ہیں سب حلم مند
مناسب ہے کہ اتنی عرض سن لیں
خدا نے رزق میں بھی دی ہے وسعت
یہ سنکر حضرت فاروق اعظم
کہا اُن سے کہ تم مجھکو بتاؤ
کہ دس دن پانچ دن یا تین دن بھی
نہیں گذرا کوئی دن ایسا زنہار
نبی کی تم ہو ازواج مطہر
تمھارا حق مسلمانوں پہ ہے عام
کہ میرے پاس تم آئیں تھیں اُس دن
رسول پاک کا جب تھا ایسا
مقدس جسم حضرت کا کئی بار
نہ سوئے نرم بستر پر کبھی آپ
ضرورت پر جو تھوڑا آپ سوتے
یہ اے نور نظر تو نے کہا تھا
رسول پاک کے نیچے بچھایا
نماز صبح تک سوتے رہے آپ
کہ تو نے کس لئے ایسا کیا کام

نہیں موجود جو دنیا کے اندر
نہ کی دنیا نے خواہش انکی زنہار
کئے مفتوح کسرا کے خزانے
ہوا اسلام غالب ہر جگہ پر
عجم سے اب چلے آتے ہیں قاصد
مگر جبہ میں یاں بارہ ہیں پیوند
کوئی باریک کپڑا آپ پہنیں
بچھانا چاہیے اب خوان نعمت
لگے رونے نہایت ہو کے پُر غم
جو دیکھا ہو کبھی یوں مصطفیٰ کو
گیہوں کی پیٹ بھر کھائی ہو روٹی
ملی نانِ جویں جس روز دو بار
کہ امت کے لئے ہو مثل مادر
مگر مخصوص مجھپر ہے یہ انعام
مجھے دنیا کی دی ترغیب لیکن
کہ جس کا سخت اک اونی تھا کپڑا
ہوا اُس کے سبب سے چھلکے انگار
نہ رکھتے تھے بچھونا ہی کوئی آپ
چٹائی کے نشاں پہلو پہ ہوتے
کہ دو تہ کرکے اک شب میں نے کپڑا
کہ جس پہ آپ نے آرام پایا
کیا ارشاد یہ جبدم اٹھے آپ
نہ تھا منظور مجھکو تو یہ آرام

گنہ بخشے تھے حضرت کے خدا نے
جہاں تک تھے وہ اگلے یا تھے پچھلے

مگر اس پر بھی تھا یہ آپ کا حال
کہ طاعت سے نہ ہوتے فارغ البال

ہمیشہ جاگتے حضرت کہ سوتے
خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے

گذر جاتی تھیں بیداری میں راتیں
بسر ہوتی تھیں سب زاری میں راتیں

کیا کرتے ہمیشہ خاکساری
خدا کا ذکر رہتا لب پہ جاری

تھی ان باتوں کی پابندی وہاں تک
وفا کی زندگانی نے جہاں تک

سوا زیتوں کے ترکاری نہ کھائی
زیادہ اس سے لذت ہی نہ پائی

مہینے میں جو کھانے گوشت آیا
دوبارہ کے نہ ہوتے پھر روادار

یہ حالت جب تھی صدیق دینی کی
نہ کھانے کا نہ پہنے کا غم بھی

چوتھی شرط سختی کی مذمت اور محبت کی سماعت کے باب میں

کچہری میں کرے حاکم اگر بات
رہے ساتھ اسکے نرمی و مدارات

نہ بے موجب ہو سختی کا روادار
نہ کج خلقی ہو سرزد اس سے زنہار

کرے دل کھول کر ہر اک سے تقریر
نہ محبت کی سماعت سے ہو دلگیر

حکایت ماموں رشید اور ایک شخص کے سوال و جواب میں

سناؤں تم کو اک نادر حکایت
ہوئی قایم جو ماموں کی خلافت

گنہ گار ایک مجرم ہو کے بھاگا
مگر اک بے گنہ تھا بھائی اس کا

پکڑ لائے اسے ماموں کے آگے
تو ماموں نے کہی یہ بات اس سے

کہ حاضر کر تو اس کو میرے آگے
نہیں تو قتل ہوگا اس کے بدلے

خلیفہ سے یہ سنکر اس نے پوچھا
کوئی عامل جو چاہے قتل میرا

اور اس کو کچھ نشانی بھیجدیں آپ
یہی ارشاد عامل کو کریں آپ

کہ اس کو چھوڑ ہی دینا ہے لازم
تو کیا مجھکو نہ چھوڑیگا وہ حاکم

کہا ماموں نے ہاں وہ چھوڑدیگا
نہ تاخیر اس میں وہ ہرگز کریگا

خلیفہ کا یہ سنکر اس نے ارشاد
کہا سن لیجیے میری یہ فریاد

حکومت تم کو جس خالق نے دی ہے
یہ اس خالق کا ارشاد جلی ہے

کہ جو مجرم حقیقت میں نہ ہوگا
نہیں بوجھ اسکے سر پر دوسرے کا

سنی ماموں نے اس سے جب یہ آیت
کہ بیشک یہ ہے برہان و حجت

رہائی میں نہ کی پھر اسکی تاخیر
گراں گذری نہ دلپر اسکی تقریر

پانچویں شرط منہاج شریعت کے موافق عدل کرنے میں اور حاکم کے ماجور ہونے میں

کوئی خوشنود یا ناراض ہی ہو
شریعت کے نہ چھوڑے ضابطہ کو

حکومت کے خصایص میں ہے یہ بات
کہ ہیں وابستہ حاکم مہمات

تو پھر حاکم نہ جبتک دادگر ہو
تو کیا فریاد و زاری کا اثر ہو

مگر جب بے غرض ہو نفس حاکم
رہے جو حق کا طالب حق کا عازم

عدالت میں رہے سرگرم ایسا
عتاب خلق کی رکھے نہ پروا

تو وہ اللہ جو حاکم ہے سب کا
بہت خوشنود اس حاکم سے ہوگا

یہانتک اس کا بڑھ جائیگا پایہ
کہ پائے عرش کا محشر میں سایہ

حکایت ایک پادشاہ اور فقیر کی

سنو اک پادشہ کی ہے حکایت
کہ حج کا شوق تھا اسکو نہایت

کہا ارکان دولت نے یہ اس سے ۔ ہماری عرض بھی کچھ آپ سنئے
کہ ہے حج کے شرائط میں یہ داخل ۔ کہ ہو ہر طرح رہ میں امن حاصل
سلاطیں کے مگر دشمن ہیں اکثر ۔ کمیں گاہوں میں بھی رہزن ہیں اکثر
اگر خیل و حشم کے ساتھ جائیں ۔ نہایت راہ میں تکلیف پائیں
مسافت بھی تو کچھ تھوڑی نہیں ہے ۔ کریں اتنا وہ کیونکر مرحلہ طے
رکھیں ہمراہ گر خدام معدود ۔ تو اس صورت میں بھی خطرہ ہے موجود
جسد میں جسطرح ہے مسکن جاں ۔ بلد میں بھی یہی ہے حکم سلطاں
بلد سے دور جسدم پادشہ ہو ۔ عجب کیا مملکت ساری تبہ ہو
رعایا کے تلف ہو جائیں حق بھی ۔ بگڑ جائے ہر اک نظم و نسق بھی
ندیموں کی سنی جب اس نے تقریر ۔ کہی یہ بات ہو کر سخت دلگیر
سفر پر جب نہ ہو قابو میسر ۔ ثواب حج مجھے حاصل ہو کیونکر
ندیموں نے جو دیکھا شوق اسکا ۔ گذارش کی کہ اے سلطان والا
فقیر اس شہر میں اک باخدا ہے ۔ سنا ہے ساٹھ حج وہ کر چکا ہے
ہے اک گوشہ میں یاں خلوت گزیں وہ ۔ نکلتا ہی نہیں باہر کہیں وہ
کسی کو رہ نہیں اس کے محل میں ۔ رہا کرتا ہے داماں جبل میں
کبھی سنتا نہیں غوغائے مردم ۔ خدا کی یاد میں مدہوش و سرگم
مناسب ہے کہ اس سے مل کے اکبار ۔ ثواب حج کا سلطاں ہو خریدار
خدا کی پادشہ پر تھی یہ رحمت ۔ کہ اہل اللہ سے رکھتا تھا عقیدت
کہا درویش کی خدمت میں جاکر ۔ ارادہ حج کا رکھتا ہوں مقرر
ندیموں کی مگر ہے مصلحت اور ۔ توقف کا نمایاں جس سے ہے طور
سنا ہے میں نے سب احوال تیرا ۔ کہ رکھتا ہے بہت سرمایہ حج کا
توجہ اس جگہ تیری ہے درکار ۔ کہ میں بھی ایک حج کا ہوں خریدار
نہیں اس سے کوئی تدبیر بہتر ۔ کہ مجھ کو اجر حاصل ہو تجھے زر

یہ سن سن کر کہا درویش نے لو
میں ساٹھوں حج دیئے دیتا ہوں تمکو

تو پوچھی پادشہ نے بات اتنی
کہ ہر حج کی بھلا قیمت ہے کتنی

کہا درویش نے اے شاہ والا
کہ ہر حج میں قدم میں نے اٹھایا

تو دیتا اور جو ہے دنیا کی دولت
تو ہے ہر اک قدم کی ہے وہ قیمت

ہوا مایوس سنکر یہ سخن شاہ
کہا درویش سے اے مرد آگاہ

کہ دنیا اور متاع دنیوی بھی
تصرف میں مرے آئی ہے تھوڑی

کہ قیمت اک قدم کی بھی نہیں ہے
یہ مجھ میں استطاعت ہی نہیں ہے

جو قیمت ایک حج کی دیسکوں میں
بھلا پھر ساٹھ حج کیا لے سکوں میں

کہا اس نے کہ اے شاہ جہانگیر
ذرا سی بات ہے ہے سہل تدبیر

کہ تو بن جائے مالک ساٹھ حج کا
کہا شہ نے بتا مجھکو وہ ہے کیا

ہوا یوں حرف زن وہ مرد درویش
کسی مظلوم کا قصہ جو ہو پیش

تو ہو مصروف اسمیں ایک ساعت
ادا کر ہو جو کچھ حق عدالت

پھر اس کا اجر سب دیدے تو مجھکو
تو میں بھی ساٹھ حج بخشوں گا تجھکو

نہایت منتفع ہو جاؤں گا میں
تمتع تجھ سے بڑھ کر پاؤنگا میں

چھٹی شرط حاکم کے عدالت سے غافل نہ رہنے کے بیان میں

حکومت کا طریقہ ہے خطرناک
رہے اس راہ میں ہرگز نہ بیباک

حکومت جسکو ہوتی ہے حاصل
تو انساں کو بنا دیتی ہے غافل

جو سمجھو تو سعادت ہے اسی میں
جو دیکھو تو شقاوت ہے اسی میں

اگر محتاط ہے اور نفس ہے پاک
نہیں ہے عاقبت میں پھر اسے باک

جہاں میں ہوگی اس کی نیکنامی
بہت کام آئے گی خوش انتظامی

یہاں گر ظلم و غفلت سے لیا کام
تو پھر دونوں جہاں میں ہوگا بدنام

نہیں ہے اعتبار زندگانی
کہ اک لمحہ میں ہو جاتی ہے فانی

عنان حکم جس کے ہاتھ ہے آج
جہانبانی کا جس کے سر پہ ہے تاج

رہے ہر حال میں اس کو یہ منظور
کہ ہو دنیا میں میری سعی مشکور

وبال آخرت دولت نہ ہو جائے
یہ عزت باعث ذلت نہ ہو جائے

غنیمت جانے جو ہو اجر حاصل
عدالت سے نہ ہو اک لحظہ غافل

کہ جو حاکم سے ہوتی ہے عدالت
رعایا کرتی ہے جتنی اطاعت

برابر چاہئے ہے وزن اس کا
کوئی پلہ نہ چڑھتا ہو نہ جھکتا

نہ اہل ملک کی ساری عبادت
نہ اک ادنی سے حاکم کی عدالت

تلا کرتے ہیں دونوں پیش داور
ہمیشہ وزن میں نکلے برابر

حکایت سلطان عبداللہ اور اس کے بیٹے کی گفتگو

پسر سے اپنے عبداللہ نے پوچھا
کہ اے فرزند تو مجھکو یہ بتلا

کہ کہتے ہیں جسے دولت جہانمیں
رہے گی کبتلک اس خاندانمیں

کہا اس نے سخن کتنا ہی اچھا
کہ جبتلک عدل اور انصاف ہوگا

ساتھویں شرط علما کیساتھ صحبت رکھنی اور انکے نصایح سننے کی بیانمیں

بہت اس کی ہے حاکم کو ضرورت
کہ رکھے عالمان دین سے صحبت

ہمیشہ صالحوں کے پاس جائے
جہاں تک ہو سکے فیض ان سے پائے

اگر دیکھے ہے ملنا ان کا دشوار
نہ باز آئے تجسس سے یہ زنہار

اگر کچھ تلخ بھی ہو انکی گفتار
نہ ہو یہ سخت گوئی کا ردوار

خلیفہ جس قدر اسلام کے تھے
برابر تھے یہی اوصاف ان کے

کٹی اس طرح انکی عمر ساری
بڑی اسلام کی شوکت تھی طاری

حکایت خلیفہ ہارون رشید و امام سفیان ثوری

نہ تھی ہارون کو جب تک خلافت
تھی اُس کو عالمانِ دیں سے صحبت

خلافت پر وہ قابض ہو گیا جب
مبارکباد کو حاضر ہوے سب

ہوے مفتوح در ہائے خزانہ
کہ بھولے لوگ حاتم کا زمانہ

رکھا ہر ایک کا ملحوظ اکرام
دیا ہر شخص کو معقول انعام

محدث ایک تھے سفیان ثوری
خلیفہ دوست تھا جن کا بہت ہی

سواحق کے کسی سے وہ نہ ڈرتے
ہمیشہ امر بالمعروف کرتے

نہ کی ہارون سے پھر سفیان نے بات
خلیفہ ہوتے ہی چھوڑی ملاقات

ہوی یارونکو جب اُن کی تمنا
نہایت شوق سے خط انکو لکھا

خلیفہ ہارون رشید کا خط سفیان ثوری کے نام

کہ اے بھائی ہے ظاہر تجھپہ یہ بات
مسلمانوں میں ہے پاس مواخات

محبت کی رسن ٹوٹے گی کیوں کر
تجھے میں نے بنایا ہے برادر

خلافت کا قلادہ گر نہ ہوتا
مری گردن میں جسکو حق نے ڈالا

تو ایسا ہے محبت کا تقاضا
کہ میں خود ہی تری خدمت میں آتا

مرے احباب اور جتنے ہیں بھائی
نہیں ہے انمیں ایسا کوئی باقی

نہ آیا ہو مرے دربار میں جو
نہ دی جس نے مبارکبا مجھکو

کیا میں نے خزانوں کو کشادہ
دیا انعام ہر اک کو زیادہ

خوشی سے ہو گیا ہے دل مرا سیر
مگر آنے میں کی تو نے بہت دیر

تو عالم ہے نہیں یہ تجھپہ مخفی
فضیلت وصل ہو من میں ہے کیسی

پہونچ جائے تجھے جب خط یہ میرا
تو اس کو پڑھتے ہی فوراً چلے آ

روانہ کرنا خلیفہ کا خط عباد کے ہاتھہ سفیان ثوری کی جانب

ہوا لکھنے سے فارغ جب خلیفا
مصاحب جتنے تھے اُن سب سے پوچھا

کہ خط سفیان کو پہنچائے گا کون
مرا پیغام یہ لے جائے گا کون

مگر سفیان کو سب پہچانتے تھے
مزاج ان کا ہے نازک جانتے تھے

کسی نے کی نہ لے جانے کی جرأت
خلیفہ نے جو دیکھی ان کی حالت

تو دربانوں میں تھا اک شخص عباد
کیا خط دے کے اس حاجب سے ارشاد

جہاں کوفے میں تو سفیان کو پائے
مرا خط ڈالدینا اُس کے آگے

غرض عباد جب کوفے میں آیا
تو سفیان کا پتہ اس نے لگایا

یہ کہتا ہے وہ تھا مسجد میں بیٹھا
مجھے آتے ہوئے دیکھا جو اُسجا

تو نکلا استعاذہ یوں زباں سے
شہاب آتا ہے جیسے آسماں سے

جسے سنکر ہوا میں ایسا ششدر
کہ مسجد سے ہوا فی الفور باہر

جو دیکھا اُس نے میرا حال بیطور
عبادت میں ہوا مشغول فی الفور

نکلکر واں سے میں نے اپنا گھوڑا
در مسجد پہ باندھا اور پھر آیا

مصاحب جسقدر سفیان کے تھے
وہ سب تھے اس کے گرداگرد بیٹھے

جھکائے تھے سر دنکو اس طرح سے
گرفتار اجل ہوں چور جیسے

سلام اُن کو کیا ہر چند میں نے
مگر ہیبت زدہ وہ اسقدر تھے

کسی سے بھی جواب اس کا نپایا
کسی نے بھی نہ سر اپنا اُٹھایا

تکلم تھا اشارے ہی سے اُن کا
کسی نے بھی کہا مجھ سے نہ اتنا

ذرا بیٹھو کھڑے ہو کس لئے تم
وہ رکھتے ہی نہ تھے تاب تکلم

ہوا اس وقت میرا حال ایسا — کہ مجھ پر خوف سے لرزہ پڑا آیا
خلیفہ نے جو خط مجھکو دیا تھا — اسے سفیاں کے آگے میں نے پھینکا
وہ خط سفیاں نے دیکھا تو گیا کانپ — ڈرا ایسا کہ گویا اسمیں ہے سانپ
کہا اس کو پڑھے ہے کوئی ایسا — کہ میں اس خط کے چھونے سے ہوں ڈرتا
جسے اک شخص ظالم نے چھوا ہو — خدا ترسی ذرا سفیاں کی دیکھو
غرض اک شخص نے خط لیکے اس کا — نہایت ڈرتے ڈرتے اسکو کھولا
کہ گویا اژدہا ہے اس کے اندر — مبادا کاٹ ہی کھائے نکل کر
ہوا فارغ جو خط پڑھنے سے قاری — تو اک حیرت ہوی سفیاں پہ طاری
یہ فرمایا کہ اس خط کو اُلٹ کر — جواب اس کا کر تحریر اسی پر
یہ سنکر ان میں سے اک شخص بولا — کہ ہے ہارون بھی آخر خلیفا
مناسب ہے کہ کاغذ ہو کوئی اور — نمایاں جس سے ہو تہذیب کا طور
جواب اس کو ملا سفیاں سے یوں — تامل پشت پر لکھنے میں ہے کیوں
جب اس کاغذ کو ظالم نے چھوا ہے — مرے پاس اُس کا رہنا ہی برا ہے
بگڑ جائے گا اس سے دین میرا — کہا کاتب نے پھر کہئے لکھوں کیا

جواب نامہ خلیفہ ہارون الرشید امام سفیان ثوری کیطرف سے

کہا لکھو خدا کا نام لے کر — کہ ہے سفیاں کا یہ نامہ مقرر
طرف اس کے جو اک بندہ ہے مغرور — شراب حرص سے رہتا ہے مخمور
لقب ہارون جس کا رکھا ہے — نہیں ایمان کا جسکو مزا ہے
جو اس مکتوب میں لکھتا ہوں مضموں — تو اس سے خوب ہو آگاہ ہاروں
کہ میں الفت سے تیری باز آیا — جہاں تو ہے وہ میں نے چھوڑ دی جا
تو اپنے جرم کا کرتا ہے اقبال — کیا مجھکو بھی جس پر شاہد حال

کہ بیت المال پر قابض ہوا ہے — تصرف اس میں ناحق کر رہا ہے
میں ان افعال سے راضی نہیں ہوں — جو تجھ سے دور رہی خلوت گزیں ہوں
تو اک میں بلکہ سب مجلس کے حضار — ہوئے مضمون سے تیرے خبردار
قیامت میں گواہی دیں گے ہم سب — سمجھ رکھ دل میں اے ہارون تو اب
یتامے اور ارامل جس قدر ہیں — مجاہد اور افاضل جسقدر ہیں
جہاں تک حامل قرآں ہیں موجود — جہاں تک عالم ذیشاں ہیں موجود
تری حد ہے قلمرو کی جہاں تک — اترتے ہیں مسافر بھی جہانتک
کوئی اس فعل سے راضی ہوا ہے — جو بیت المال پر تو جھک پڑا ہے
قیامت میں سزا پانا ہے تجھکو — خدا کے روبرو جانا ہے تجھکو
سمجھ رکھ دل میں پرسش اسکی ہوگی — بلا جو آئے گی کر فکر اس کی
خیال علم دیں تجھ میں نہیں ہے — اثر اس کا کہیں تجھ میں نہیں ہے
نہ قرآں کی تلاوت سے سروکار — نہ ہے تو تابع اخبار و آثار
نہ طرز زہد و وضع خاکساری — فقط اسباب پر اک تو ہے راضی
کہ ہو جور و تعدی کام تیرا — امام الظالمیں ہو نام تیرا
سریر آرا ہے تو کس کر و فر میں — لباس ریشمی پہنے ہے بر میں
جو ڈالے تو نے دروازوں پہ پردے — مشابہ ہیں حجاب کبریا کے
کیے حجاب سب تو نے مقرر — جفا جو بے مروت سخت لشکر
دیا کرتے ہیں جو لوگوں کو ایذا — نہیں کرتے ہیں جو انصاف اصلا
نہ بدکاری سے جن کو خوف زنہار — رہیں جو بادہ خواری میں گرفتار
نہ مطلق شرم ہے سرقت سے جنکو — نہ کچھ ڈر ہے کسی علت سے جنکو
مگر جو ان عملوں میں ہو گرفتار — اسے حد مارنے پہ ہوں وہ تیار
تو حاکم اب ہوا پر اس کے آگے — بتا کیا تجھے یہی اطوار تیرے
یہی تھا کیا ترے اتباع کا حال — بھلا کیا حشر میں ہوگا ترا حال

پکارے گا ندا جب کرنے والا | کہ ہیں ظالم کہاں یار انکے کس جا

کھڑے ہوں ایک جا بدکار و خائن | تو حاضر اس طرح تو ہوگا اسدن

کہ گردن پر بندھے ہوں گے تیرے ہاتھ | نہ دے گا کوئی آفت میں ترا ساتھ

کوئی نیکی بھی کی ہو تو نے حاصل | تو ہوگی غیر کے میزان میں داخل

سمیٹی ہو برائی غیر نے جو | وہ تیرے پلۂ اعمال میں ہو

بلا پر ہو بلا ظلمت پہ ظلمت | برائی پر برائی کی ہو کثرت

بھلائی چاہتا ہوں دل سے تیری | بہت رکھنا نصیحت یاد میری

رعایا ہیں تو رہکر ڈر خدا سے | ندامت میں ہو غافل مصطفے سے

تحفظ حکم شارع کا ہے لازم | خلافت ہے عدالت ہی سے قایم

سمجھ لے تو اگر یہ پادشاہی | ہمیشہ ایک ہی کے پاس رہتی

نہ ہرگز آج وہ تجھہ تک پہونچتی | نکلجائے گی تیرے ہاتھ سے بھی

غرض یوں منتقل ہوتی ہے دنیا | کہ کل تھی اسکے اور آج اسکا

کوئی دنیا میں بھی ہو اہل ایسا | کہ باندھے آخرت کا اسمیں توشا

کسی کا دین دنیا میں فنا ہو | خسارت میں وہ آخر مبتلا ہو

گمان میرا ہے اے ہارون تجھپر | کہ ہوگا دین و دنیا میں تو ابتر

یہی کہتا ہوں میں ہو جا خبردار | نہ لکھنا خط مجھے آیندہ زنہار

جواب اس کا تجھے ہرگز نہ دونگا | ہوا سفیان کا جب خط یہ پورا

طرف عباد کے اس خط کو پھینکا | خریطہ تھا نہ تھا اس پر لفافا

روانہ ہونا عباد کا ہارون الرشید کیجانب سفیان ثوری کا خط لیکر

چلا جب سعادت کرکے حاصل | ہوا بازار میں کوفے کے داخل

نصیحت جسقدر سفیان نے کی تھی | وہ سب عباد کے دلمیں تھی بیٹھی

سر بازار اُس نے یوں ندا کی — کہاں موجود ہے ایسا بھی کوئی
کہ اُس بندے کا بن جائے خریدار — کہ جو بھاگا ہوا ہے اور گنہ گار
کئے پیش اس کے لوگوں نے جو دینار — کہا مجھ کو نہیں ہے مال درکار
فقط اِک صوف کا جبہ عطا ہو — سوا اس کے عبا بھی ایک لا دو
سوال اس کا ہوا جس وقت پورا — کیا عباد نے پھر کام کیسا
کہ جو اس کے گلے میں پیرہن تھا — اوتارا اور نئے خرقے کو پہنا
رہا پیدل نہ گھوڑے پر چڑھا وہ — پیادہ پا برہنہ پا بڑھا وہ
خلیفہ کے جو دروازہ پہ آیا — تو اس کو مضحکہ سب نے بنایا
خلیفہ نے مگر جس وقت دیکھا — بڑا عبرت سے اس کے تن میں غش تھا
وہ بیتاب نہ اُٹھا اور بیٹھا — طپانچے منھ میں اپنے مارتا تھا
یہ کہتا تھا بلا میرے لئے ہے — نہیں کچھ فائدہ میرے لئے ہے
رسول آیا سعادتمند ہو کر — رہا مرسل ہی خود ناکام و مضطر
وہ خط سفیان کا پڑھتا تھا جو ہر دل — تو حالت اسکی ہوتی تھی دگرگوں
وہ ڈاڑھیں مار کر روتا تھا ہر دم — بڑا سفیان کی فرقت کا تھا غم
جلیسوں نے نکالی پھر تو یہ شاخ — کہ ہے سفیان بہت بیباک و گستاخ
خلیفہ کا ہمیں ارشاد گر ہو — جکڑ لائیں سلاسل میں ہم اس کو
رکھیں محبوس عبرت کے لئے بھی — کہ ایسی کرنے پائے پھر نہ شوخی
خلیفہ نے کہا یہ سن کے اُن سے — کہ تم بے شبہہ ہو دنیا کے بندے
تمھارے کہنے میں جو شخص آیا — بڑا دھوکا بلا شک اُس نے کھایا
تمھارے دام میں جو ہو گیا قید — شقاوت کا ہوا کمبخت وہ صید
نہیں سفیان مگر ایک شخص امت — بس اب رہنے دو جو ہے اسکی حالت
غرض سفیان کے خط کو خلیفہ — رکھا کرتا تھا پہلو میں ہمیشہ
سدا پڑھتا بوقت پنجگانہ — ہوا یاں تک کہ دنیا سے روانہ

آٹھویں شرط نیکوں کی صحبت اختیار کرنی اور بدوں کی صحبت سے متنفر رہنے کے بیان میں

جہاں تک لوگ ہوں فساق و فجار
رہے حاکم ہمیشہ اُن سے بیزار

نہیں ہے فسق سے پیشہ بد اچھا
کہ رشتہ کفر سے ملتا ہے جس کا

نہیں ہے اہل قرآں سے یہ مخفی
کہ ہیں فساق مبغوض الٰہی

یہ ظاہر ہو چکا ہے تجربہ سے
کہ ہوتے ہیں بہت بدکار ایسے

پہنکر جو لباس خیر خواہی
ہمیشہ ملک میں ڈالیں تباہی

تملق کا ہے بدکارونکا افسوں
کہ حاکم جب یہ ہو جاتا ہے مفتوں

غرض اُن کی ہے اپنا کام کرلیں
ریاست کے خزانے گھر میں بھر لیں

تعیش میں جو حاکم ہو گرفتار
یہ سب اسباب کر دیتے ہیں تیار

منگائیں وہ شراب پرتگالی
نہ ہو جو ساغر خورشید میں بھی

بلائیں لولیان شوخ و طناز
جو ہوں زہرہ شمائل اور خوش آواز

رکھیں مصروف حاکم کو اسی میں
چھڑا دیں کام سارا دل لگی میں

نہیں زیبا ہیں حاکم کو وہ عادات
کہ جس سے ملک میں پھیلیں فسادات

معاصی پر کرے غیروں کو مائل
جرایم میں ہوں اُنکے آپ داخل

بھلا کیا معصیت کا تو ہے مذکور
رہے وہ موضع تہمت سے بھی دور

گنہ گو شامت اعمال سے ہو
رکھے پوشیدہ تا امکان وہ اسکو

کہ حاکم ہی کے تابع ہے رعایا
امور نیک و بد میں لامحالا

جو راہ نیک پر حاکم کو پائیں
قدم اپنا اسی جانب بڑھائیں

اگر خود ذات سے حاکم ہو بدکار
تو کیوں اُسکے بُرے پھیلیں نہ آثار

بُرے کاموں کی ہو لوگونکو جرأت
سزا پائیں نہ جب پھر کیا ہو عبرت

جرایم جسقدر ہوں اُن سے قایم
بنیں وہ نامۂ اعمال حاکم

غرض لازم ہے حاکم کو یہی بات
کہ ہوں شائستہ اطوار اور عادات

نہ ہرگز بد معاشوں کو جگہہ دے
ہمیشہ نیک لوگوں میں گذارے

مناسب ہے سبک وضعوں سے پرہیز
خصوصًا خود غرض اور فتنہ انگیز

دیانت دار ہوں ایسے مصاحب
کہ جو تدبیر و دانش میں ہوں صائب

رہیں ان سے ہمیشہ مصلحت جو
بنائے محرم راز اپنا اُن کو

حکایت شقیق بلخی اور خلیفہ ہارون الرشید کی

خدا کے پاک بندے تھے شقیق ایک
نہ ایسا بلخ بھر میں تھا کوئی نیک

کہا ہارون نے اک روز اُن سے
کہ ایسی کچھہ نصیحت مجھکو کیجے

کہ جس میں آخرت کا فائدہ ہو
تو سنئے کیا نصیحت کی ہے اُسکو

کہ خالق نے بنائی اک سرا ہے
اور اُس کا نام دوزخ رکھدیا ہے

کیا اُس کا تجھے درباں مقرر
عنایت تین چیزیں کیں پھر اُسپر

کہ اِن چیزوں سے ایسا کام تو لے
کہ ہر مخلوق کو دوزخ سے روکے

وہ ہے شمشیر و مال و تازیانہ
تو ہو جس کا ردیہ ظالمانہ

سزا دے تیغ سے اسکو ہے طاغی
خبر زر سے لیا کر عاجزوں کی

ردیہ فسق سے اپنا جو بدلے
تو اس کو تازیانے سے سزا دے

طریقہ گر یہی تیرا رہے گا
تو عقبےٰ میں نجات اللہ دے گا

ملے گی رستگاری خلق کو بھی
تری کوشش سے ہوگی وہ بھی ناجی

خلاف اسکے اگر ہوگا تو عامل
تو پہلے ہوگا خود دوزخ میں داخل

وبال اس کا پڑے گا خلق پر بھی
کہ تیرے ساتھہ ہوگی وہ بھی ناری

خدا کا حکم ہے قرآں کے اندر
نہیں ہیں فاسق و صالح برابر

حیات و موت میں اشخاص بد کا
نہ ہوں گے زاہدوں کے مثل زنہار

ہوا موسے کو حکم حق تعالیٰ — نہ کرنا مرگ فاسق پر غم اصلا

حکایت حضرت عمر کے انتظام کی انسداد فسق میں

عمرؓ تھے فسق سے ناخوش یہانتک — کہ تھا امکان میں اُنکے جہانتک

نہ ہوئے دیتے بدکاری کا ساماں — وہ کرتے اس مرض کا خوب درماں

کسی شب آپ تحقیقات کرتے — مدینے ہی کے اندر پھر رہے تھے

صدا آئی کسی عورت کی اکبار — کہ پڑھتی تھی وہ اس مضموں کے اشعار

خوشی سے عید ہو جائے مجھے آج — اگر ہو جام مے اور ابن حجاج

غرض جب ہو گئی وہ رات کافور — ہوئی فاروق کو تحقیق منظور

ہوا ظاہر کہ وہ اک نوجواں ہے — کہ خوبی جس کے چہرے سے عیاں ہے

اُسے فاروق نے جھٹ دم بلایا — تو بیشک خوبصورت مرد پایا

جو دیکھا بال بھی رکھتا ہے اچھے — ہوا یہ حکم نائی کو کہ مونڈے

مگر اسپر بھی حسن اس کا وہی تھا — وبال عیب سے بالکل بری تھا

عمرؓ نے خرچ کچھ دے کر بہر طور — مدینے سے نکالا اسکو فی الفور

حسب حال زمانہ

مگر ہے اس زمانے میں یہ آفت — نہ ہے شرم و حیا باقی نہ عفت

ادھر ہے لولیوں کا گرم بازار — اُدھر موجود ہیں لاکھوں خریدار

فجور و فسق ہو جتنا وہ کم ہے — نہ حاکم کا نہ کچھ شحنہ کا غم ہے

جو اجرت فاحشہ کو دے نہ کوئی — کرے وہ ضابطہ سے چارہ جوئی

یہ ہے صد حیف آئین عدالت — کہ ہو ضایع نہ اُس کا حق خدمت

یہی اسباب ہیں جن سے ہمیشا — کھلا رہتا ہے دروازہ زنا کا
حدوں کا چھوٹ جانا ہی غضب تھا — مگر اس پر ہوا یہ اور طرا
کہ ہوتی ہے حمایت فاسقوں کی — نہیں مطلق شریعت کا ادب بھی
یہ آزادی کے ہیں سارے کرشمے — یہ سب تہذیب یورپ کے ہیں چشمے
کریں خود دین کو برباد حکام — بھلا پھر کیا ترقی پائے اسلام
گناہوں پر بھلا اتنی ہو جرأت — تو نازل ہو نہ کیونکر قہر و آفت

نویں شرط رعایا کے ساتھ محبت رکھنے کے بیان میں

سُنو شارع نے کی ہے یہ ہدایت — رہے مانوس حاکم سے رعیت
توحش اس کے دلمیں ہو نہ پیدا — غرور و عجب سے حاکم کے اصلا
وہی ہے حاکموں میں خوب حاکم — رعایا کا جو ہو محبوب حاکم
مساکین رعیت کا رہے دوست — ہمیشہ اہل حاجت کا رہے دوست
نبیؐ پاک کا فرماں یہی ہے — کہ حاکم نیک اور بہتر وہی ہے
جو تم سے آپ رکھتا ہو محبت — تم اُسکی ذات سے رکھتے ہو الفت
نہایت بد ہے اس حاکم کی حالت — تمھیں اُس سے اسے تم سے عداوت

حکایت اردشیر بابکان اور اس کے بیٹے کی

سنو فرماں روا تھا اردشیر ایک — یہ دی بیٹے کو اُس نے موعظت نیک
کہ ہے لازم تجھے اے راحت جاں — رعایا پر کر اکثر لطف و احساں
مری اسبات سے رہنا نہ غافل — کہ ہیں ابواب سارے تابع دل
دلوں کا ہاتھ میں لینا ہے اچھا — کہ سب ابواب ہو جائیں مہیا

دسویں شرط سزا بلا رعایت دینے کے بیان میں

یہہ حاکم کے لئے ہے وصف درکار
کہ ہو مردم شناسی میں وہ ہشیار

فراست کے اگر حاکم میں ڈھب ہوں
تو اچھے لوگ ہی سب منتخب ہوں

کہ ہوں جو حق و باطل سے خبردار
رکھیں سنجیدہ سب افعال و کردار

خیانت سے بری ہوں ظلم سے پاک
نہ ہوں وہ گرگ سیرت اور سفاک

جو خائن ہو عقوبت سے نہ چھوٹے
سیاست کی صعوبت سے نہ چھوٹے

کہ حاصل جس سے ہو غیروں کو عبرت
نصیحت پائیں سب ارکان دولت

سیاست فرض شرعی ہے بلاشک
نہ گذرے اس سے ہے ممکن جہانتک

سیاست میں شفاعت کا نہ لے نام
نہیں قابل شفاعت کے برا کام

سفارش پر کبھی دھوکا نہ کھائے
جو بیجا ہو مروت باز آئے

کہ حکام اس سے ہو جاتے ہیں بدنام
بگڑ جاتے ہیں بدنامی سے سب کام

نبیؐ پاک سے کی تھی شفاعت
اسامہ نے کسی سارق کی نسبت

کہ ہاتھ اس چور کا کاٹا نہ جائے
تو یہ سنکر نبی غصے میں آئے

کہ کرتا ہے سفارش کس لئے تو
حدود شرع میں بیجا ہے یہ خو

سزائیں جرم پر دینی ہیں لازم
مگر ہو جائیں جب ثابت جرائم

نہ چھوڑے جرم پر ہرگز کسیکو
بڑا یا کوئی چھوٹا ہی نہ کیوں ہو

حکایت حضرت عمر کا ایک عامل کیلئے حکم تعزیر دینا

عمر کا یاد ہے حج میں یہ کہنا
مخاطب جب کہ تھی ساری رعایا

مقرر ہیں جو سب عمال و حکام
غرض یہ ہے کہ لیں انصاف سے کام

کوئی عامل جو ہو ان میں ستمگار
کرو اسکی شکایت کا تم اظہار

کہا اک شخص نے فوراً یہ سنکر
کہ یہ عامل مسلط ہے جو مجھ پر

مجھے مارے ہیں بے جرم اسنے کوڑے
کیا ارشاد یہ سنکر عمرؓ نے

کہ تو بھی تازیانے اتنے ہی مار
کہ بدلہ ظلم کا پائے ستمگار

تو عمرو عاص نے سنکر یہ روداد
کہا ضد ہے آپ کا یہ سخت ارشاد

رعایا سے شکایت عاملوں کی
جو سنیے گا تو پھر مشکل پڑے گی

عمر بولے نبی سب سے تھے اعلیٰ
جو اپنے نفس سے لیتے تھے بدلا

تو بدلہ اس سے لینا ہے مجھے فرض
یہ سنکر عمرو نے کی آپ سے عرض

کہ عامل کو نہ دلوائیں سزا آپ
مناسب ہے کہ دیں ہمکو رضا آپ

کہ فریادی کو ہم کر لیں گے راضی
عمر نے مان لی یہ بات انکی

غرض لازم پڑا اس کا منانا
دئے دینار دو فی تازیانہ

یہ ہے حضرت عمرؓ کا قول لکھا
کہ عامل مرتکب ہو گر جفا کا

نہ میں اصلاح کی اسکے خبر لوں
تو سارا مظلمہ اپنے ہی سر لوں

کہ میں خود ظلم کا ٹھیروں گا بانی
نہ ہے انصاف و عدل حکمرانی

کسی پر ہو جو بے تقصیر الزام
روادار عقوبت ہوں نہ حکام

زمانہ سب اگر دشمن ہو اس کا
نہ رکھے داد گر کچھ اسکی پروا

اگر لاکھوں طرف سے ہوں اشارے
کبھی انصاف کی گردن نہ مارے

کوئی گر حکم جاری کر دیا ہو
کہ ناحق غیر مجرم کو سزا ہو

تو ایسے حکم سے باز آئے فی الفور
اسے منسوخ ہی کر دے بہر طور

نہ سمجھے اس میں کچھ توہین زنہار
عدالت گستری کے ہیں یہ کردار

گیارھویں شرط پیچیدہ معاملات میں عقل و فراست سے کام لینے میں

حکومت کے لئے لازم ہے یہ بھی
کہ رکھتا ہو فراست انتہا کی

حوادث کے معانی پر کرے غور / وقایع کے معانی پر کرے غور
وہ ہر اک حکم کو اچھی طرح سے / مشخص محضر دانش میں کرلے
اگر ابواب مرفوعہ میں دیکھے / کہ یہ خالی نہیں پیچیدگی سے
تو لے امر فراست سے وہ پھر کام / کہ جس سے امر حق پا جائے انجام

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام اور دو عورتوں کی

سنو عہد سلیماں کا یہہ قصا / کہ تھیں دو عورتیں اور ایک لڑکا
یہ کہتی تھی کہ ہے فرزند میرا / وہ کہتی تھی یہہ ہے فرزند میرا
ہوئیں دربار میں دونوں وہ حاضر / مگر اثبات دعوے میں تھیں قاصر
ہوا ناگاہ صادر حکم والا / وہ ٹکڑے کردیا جائے یہہ لڑکا
ہر اک عورت کو دو اک ایک ٹکڑا / کہ بالکل منقطع ہو جائے جھگڑا
ضعیفہ اک ہوئی سنکر پریشاں / کہا یوں رو کے اس نے اے سلیماں
نہ کیجے قتل میں ہوں دست بردار / نہیں لڑکے کی خواہاں اب میں زنہار
تو یہ سنکر ہوا حکم سلیماں / اسی کو دو یہی لڑکے کی ہے ماں

حکایت ایک غلام کی جس نے اپنے تئیں آقا بنا رکھا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

علی مرتضےٰ کے عہد میں بھی / سنو اک ایسی ہی روداد گذری
سفر کے واسطے اک شخص نکلا / غلام اک ساتھ تھا اور اسکا لڑکا
قضارا چھوڑ کر دونوں کو تنہا / مسافر وہ ہوا راہ عدم کا
مدینے کی طرف وہ طفل آیا / غلام اس کا تھا ہمرہ جیسے سایا

کہا لڑکے نے میں آقا ہوں تیرا ... کہا اُس نے کہ تو بندہ ہے میرا
کوئی حجت نہ تھی دونوں کے نزدیک ... کہ جس پر فیصلہ ہوتا کوئی ٹھیک
یہ سنکر حکم حضرت نے دیا یوں ... کہ سر باہر کریں موکھے سے دونوں
کہا قنبر سے پھر شمشیر دے کر ... غلام بے وفا کا کاٹ لے سر
ہوا مملوک ہیبت ناک ایسا ... کہ سر موکھے سے کھینچا اور بھاگا
رہا لڑکے کا سر باہر اسی طور ... ہوا مملوک پر قابض وہ فی الفور
غرض یہ وصف ہے حاکم کو درکار ... کہ ہو صاحب فراست اور ہشیار
رہے ہر رنگ کی صحبت میں حاضر ... رہے سب سے مخالط اور معاشر
تفرس خلق کے احوال کا ہو ... تفحص اپنے استقلال کا ہو

اقسام فراست کا بیان جو حکام کے لئے نہایت ضرور ہے

فراست ہے جہاں میں دو طرح کی ... کہ شرعی ایک ہے اور ایک حکمی
جو ہے شرعی سنو تفصیل اس کی ... کہ ہے اک نورِ باطن وہ یقینی
کہ جس سے نفس ہو جائے مہذب ... بُری جو خصلتیں ہیں محو ہوں سب
جہالت جسقدر ہے دور ہو جائے ... سیاہی دل کی سب کافور ہو جائے
بصیرت اسقدر کامل ہو اُس کو ... خدا کی معرفت حاصل ہو اُس کو
فراست نور جو اللہ کا ہے۔ ... وہ مومن ہی کے حصے میں لکھا ہے
مگر یہ مرتبہ ایسا ہے اعلے ... نہیں ملتا جو کم ظرفوں کو اصلا
بیاں حکمی فراست کا بھی سنیے ... کہ ہے اُس کو تعلق تجربہ سے
جو ہر اِک شخص کو ہوتا ہے حاصل ... کوئی کم اور کوئی پاتا ہے کامل
جو ہیں اس قسم کے اہل فراست ... قیافہ کہتا ہے اُن کی حقیقت
نگر مرات دل روئے بشر ہے ... فراست اسکی اُس سے جلوہ گر ہے

دلیل اعضائے انسانی ہیں اُسپر — علامت پانوں تک ہے سر سے لیکر
جہاں تک نیک و بد کے ہیں علامات — قیافہ کے کتب میں سب ہیں حالات
غرض جو مادہ جس شخص کا ہے — فراست کا اسے حصہ ملا ہے

بارھویں شرط حاکم کے ذی علم اور حق شناس ہونیکے بیانمیں

یہ ہے منقول ارشاد پیمبر — کہ حاکم حق کو پہچانے سراسر
مگر جبتک نہ وہ حاکم ہو دانا — کہ آخر شرع کے احکام ہیں کیا
نہیں احقاق حق کی اس سے امید — نہ اس سے ہو سکے کچھ حق کی تائید
بیاں ہے حاکموں کا یوں خبر میں — کہ اک جنت میں جائے دو سقر میں
وہ حاکم داخل فردوس ہوگا — کہ حق جاری کیا اور حق کو سمجھا
ہے بیشک دوزخی وہ بانیٔ ظلم — کہ حق کو جان کر ناحق دیا حکم
مگر ہے تیسرا حاکم وہ ناداں — جہالت سے دیا ہو جس نے فرماں
امیہ کے گھرانے میں تھے کیا کیا — جلیل القدر باہمت خلیفا
سلاطیں تھے جو فخر آل عباس — وہ سب تاج خلافت کے تھے الماس
تھے عامل دین کے احکام پر بھی — فدا تھے جان سے اسلام پر بھی
وہ دل سے چاہتے تھے فاضلونکو — جہاں کے عالمونکو عاملوں کو
ایمہ کے وہ ارشادات سنکر — کیا کرتے عمل انپر برابر
یہی سب نیک نامی کا سبب تھا — یہی ان کی ترقی کا سبب تھا

مسلمانوں کی حالت پر کچھ مختصر سا مرثیہ

وہ جب سے مٹ گیا ہے کارخانہ — تو اب آیا ہے یہ سر پر زمانہ

کہ غربت چھا گئی اسلام پر آج
مسلمانی ہوئی شوریدہ سر آج

نہ کچھ علم و عمل سے واسطا ہے
نہ کچھ احکام دیں سے مدعا ہے

نہ کچھ تقوے کی سمجھیں اب ضرورت
تدین کی مٹی جاتی ہے صورت

شریعت کے ہے غم میں جو کہ روتا
تو ہوتی ریشخند اُس پر ہے ہر جا

حدیث و فقہ سنکر یہ کہیں بات
کہ ہیں اگلے زمانہ کے حکایات

زباں پر ہے ہر گھڑی ہو لاف تہذیب
مگر ہے دین کی ہر لحظہ تخریب

بہت ہی شوق سے ڈاڑھی منڈائیں
سر مو تفرقہ جس میں نہ لائیں

نہ واقف دین کے احکام سے ہوں
سدا بیگانہ روش اسلام سے ہوں

مسلمانی ہو فقط ہر نام ہی سے
نہ ہرگز دین پر رغبت ہو جی سے

بھلا اس حال میں کیا خاک ہوگی
نبی کے دین کو حاصل ترقی

یہ بے علمی کے ہیں سارے نتائج
جدھر دیکھو رسوم بد ہیں رائج

خدایا دین کے جتنے ہیں حاکم
وہ پڑھ کر علم دیں ہو جائیں عالم

حکومت لاکھ ہو کس کام کی ہے
فضیلت علم کی کچھ اور ہی ہے

اسی سے ہوتی ہے توقیر افزوں
نہیں تو سارے عالم میں ہے مطعوں

حکایت دو بھائیوں کی جو مصر میں تھے

دیار مصر میں تھے دو برادر
ہوا اک بھائی عالم علم پڑھ کر

کمائی دوسرے بھائی نے دولت
ملی اس کو وہاں کی بادشاہت

وہ اس بھائی کو جو عالم بنا تھا
حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا

یہ کہتا تھا کہ میں فرمانروا ہوں
نہیں تیری طرح سے میں گدا ہوں

جواب اس نے دیا سنکر کہ بھائی
ملی میراث مجھکو انبیا کی

تو ہے فرعون و ہامان کا خلیفہ
کہ ہے حصہ میں تیرے ان کا صحیفہ

تیرھویں شرط فصل خصومات میں قرابت کی رعایت نہ کرنیکے بیان میں

سدا حکام کو لازم ہے یہ بات — کہ وہ جب دم کریں فصل خصومات
قرابت کی رعایت سے رہیں دور — عدالت سے رکھیں رشتہ بدستور

حکایت خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے بیٹے کی

کریں اس واقعہ سے استفادہ — کہ تھا ہارون کا اک سرہنگ زادہ
خلیفہ کے پسر کو اس نے اک روز — سنا دی سخت دشنام جگر سوز
تو اس نے اس کلام سخت تر سے — خفا ہو کر شکایت کی پدر سے
وزیروں سے خلیفہ نے یہ پوچھا — سزا ہوتی ہے ایسے شخص کی کیا
کسی نے کہدیا ہے قتل لازم — کہ تا موقوف ہوں ایسے جرایم
کسی نے کہدیا کاٹیں زباں کو — کہ حاصل جس سے عبرت ہو جہانکو
کسی نے کہدیا تاواں ہے درکار — کہ ہے لایق اسی کے یہ گنہگار
خلیفہ نے کہا سب کی یہ سن کر — کہ اے جان پدر ہے عفو بہتر
اگر تجھ سے نہ ہو سکتا ہو یہ کام — تو لازم ہے کہ دے اک تو بھی دشنام
مگر حد سے تجاوز ہو نہ زنہار — کہ پھر وہ مدعی ہے تو ستمگار

چودھویں شرط حکومت کی تمنا نہ رکھنے کے بیان میں

وہ ہو حاکم جو پروا ہی نہ رکھے — حکومت کی تمنا ہی نہ رکھے
حدیث مصطفےٰ سے ہے یہ پیدا — کہ حاکم حشر میں نادم رہے گا
حکومت جو کرے دو شخصوں پر بھی — تو اسکی حشر میں حالت ہو ایسی

کہ مشکیں باندھ کر لیجائیں اُسکو — حضورِ حق تعالیٰ لائیں اُس کو
شریعت سے یہ ثابت ہے برابر — نہ ایسا شخص حاکم ہو مقرر
کہ جس کے دل میں کچھ حرص عمل ہو — نہ پیدا حرص سے کوئی خلل ہو
جو پیرو نفس کی خواہش کا ہو گا — وہ باعث خلق کی کاہش کا ہو گا
غرضمندانہ ہو گا کام اُس کا — نہیں اچھا کبھی انجام اُس کا

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمیر عامل کی

عمیر اک شخص تھے عامل عمر کے — جنھیں ہیں لوگ ابن سعد کہتے
رہے وہ حمص میں مامور اکسال — سنو سننے کے قابل ہے یہ احوال
بلایا جب انھیں حضرت عمر نے — مدینے میں عجب حالت سے آئے
عصا تھا ہاتھ میں کاندھے پہ تھیلا — بس اک لوٹا تھا ساتھ اور اک پیالا
تغیر رنگ رخ سے برملا تھا — غبار راہ چہرے پر جما تھا
پیادہ پا پریشاں بال بھی تھے — پریشاں دل پریشاں حال بھی تھے
عمر نے دیکھ کر یہ حال اُن کا — کہا تم کس لئے آئے پیادا
تمھارے پاس گر مرکب نہیں تھا — تو آخر مانگ ہی لیتے کسی کا
کہا یاں مانگنے سے ننگ جب ہو — تو پھر دے کون بے مانگے کسی کو
کہا فاروق نے ہیں بد وہ انساں — نہ کی تائید ہیں کیسے مسلمان
کہا کہئے نہ ان کو آپ طالح — نمازی ہیں وہ سب لوگ اور صالح
حکومت کا عمر نے حال پوچھا — عمیر ان سے ہوئے یہ سن کے گویا
ہدایت آپنے دی تھی جہاں تک — عمل کرتا رہا میں بھی وہاں تک
مقرر کر دئے عمال دیندار — فراہم تاکریں وہ مال سرکار
مناسب کام میں زر کو لگایا — رہا باقی نہ کچھ ہمراہ لایا

غرض حضرت عمر نے دل میں ٹھانا
انھیں پھر کیجے خدمت پر روانہ

تو کی ان سے گذارش یہ بہ تکرار
نہیں اب مجھ کو خواہش اسکی زنہار

کہ اک نصرانی ذمی کو میں نے
کہ اکدن تو روز خوش نہ دیکھے

تاسف ہے جو حاکم میں نہو تا
تو کیوں منہ سے نکلتا لفظ ایسا

یہاں جس روز میں حاضر ہوا تھا
وہ دن میرے مقدر میں پڑا تھا

جواب صاف یوں دیکر عمر کو
گئے آخر اجازت لے کے گھر کو

سنو اسپر جو تھوڑے روز گذرے
تو سو دینار انھیں بھیجے عمر نے

کہا حارث سے گر ہو حال ابتر
چلا آنا انھیں دینار دے کر

نہوں تکلیف میں گر وہ گرفتار
تو واپس دان سے لے آنا یہ دینار

غرض حارث نے دیکھا انکو جاکر
تہیدست اور پریشاں حال و مضطر

لگے بیٹھے تھے اک دیوار سے وہ
کہ تکیہ کبریا پر رکھتے تھے وہ

رہا مہماں یہ ان کا تین ہی دن
بہت کھانے میں آیا غم و لیکن

کہ آتی تھی میسّر جو کی روٹی
اور اس روٹی کی بھی مقدار اتنی

کہ رہتے تھے کھلا کر آپ بھوکے
طریقے ہیں جو مردان خدا کے

کہا حارث نے لایا ہوں میں دینار
کہا لینا نہیں منظور زنہار

کیا اصرار بی بی نے تو لے کر
چلے گھر سے لئے تھیلی کو باہر

وہ مسکینوں کو جاکر بانٹ آئے
نہ اک دینار اپنے ساتھ لائے

یہ سب احوال جو گذرا سراسر
کہا فاروق سے حارث نے آکر

ہوا سنکر عمر کو رنج اور یاس
عمیر آخر گئے اللہ کے پاس

کہا کرتے تھے یوں فاروق ذیشاں
کوئی ایسا مجھے ملتا جو انساں

تو میں تائید دینی اس سے پاتا
رہے گی یہ مجھے حسرت ہمیشہ

خلیفہ جس زمانہ میں ہوا ایسا
تو کیوں چمکے نہ اختر معدلت کا

یہی اقبال مندی کے تھے اسباب
مسلمانوں میں ہے جو آج نایاب

پندرھویں شرط خوف خدا رکھنے کے بیان میں

جو ہو حاکم حکومت کے سزاوار
رضائے حق تعالےٰ کا طلبگار

صواب اس کے اگر ارشاد میں ہو
تو پائے اجر وہ اللہ سے دو

خطا گر حکم میں اپنے کرے گا
تو جب بھی ایک اجر اسکو ملیگا

حکایت سلطان سلجوقی اور ایک لودھی عورت کی

کوئی سلجوقیوں میں پادشہ تھا
کہ بہر صید اک جنگل میں آیا

کسی میداں میں اترا شاہ عادل
کہ کچھ تفریح کچھ راحت ہو حاصل

غلام اس کا کنارِ رود پہونچا
تو دیکھی گائے اک فربہ توانا

ستم ایجاد کے ارشاد پر واں
ہوا وہ جانور ذبح و بریاں

وہیں رہتی تھی اک مسکین بڑھیا
سنو یہ جانور تھا مال اُس کا

اور اس بیوہ کے تھے فرزند بھی چار
یتیم و بیکس و محتاج و ناچار

بڑھا اس پیرزن کا رنج حسرت
تھی اس کے دودھ پہ سب کی معیشت

لگی کرنے وہ آکر پل پہ زاری
کہ گذری اتنے میں شہ کی سواری

عناں پر بڑھ کے اس نے ہاتھ ڈالا
زباں پر آہ تھی اور دل میں نالا

غلام آیا اٹھا کرتا زیانہ
کہ چل بڑھیا یہاں سے ہو روانہ

کہا سلطان نے ہوتا ہے معلوم
کہ یہ بڑھیا کوئی عورت ہے مظلوم

اُسے فریاد سے کیوں روکتا ہے
سنوں میں بھی جو اس کا مدعا ہے

کہا پھر شاہ نے اس پیرزن سے
جو تیرا مدعا ہے صاف کہدے

جواب اس نے دیا اے شاہِ والا
اگر تو داد اس پل پہ نہ دے گا

قسم اللہ کی عزت کی مجھ کو
نہ چھوڑوں حشر کے پل پر بھی تجھکو

ملے جب تک نہ مجھکو داد میری ۔ تو کیا موقوف ہو فریاد میری
یہاں جینا ہے سہل آساں ہے مرنا ۔ مگر اس پل سے ہے مشکل گذرنا
ذرا دل میں تو کر اپنے تامل ۔ تجھے یاں کونسا منظور ہے پل
یہ سنکر شاہ پر غالب ہوا ڈر ۔ کہ گھوڑے سے اُتر آیا زمیں پر
کہا جس نے ستم تجھپر کیا ہے ۔ وہ حاضر ہو تو پھر ممکن سزا ہے
کہا اُس نے یہی ہے میری فریاد ۔ ترے مملوک نے کی مجھپہ بیداد
اٹھایا جس نے مجھپے تازیانہ ۔ اُسی نے مجھکو لوٹا ظالمانہ
معیشت ہم غریبوں کی تھی جسپر ۔ کیا غارت اسی ظالم نے آکر
کہا سلطان نے سنکر یہ تقریر ۔ کہ اس مملوک کو لازم ہے تعزیر
اور اس بڑھیا کو سُتر جانور دو ۔ نہ ناحق پیرزن کی بددعا لو
غرض جب اُسپہ گذری ایک مدت ۔ ہوی سلطان کی دنیا سے رحلت
اٹھی وہ پیرزن رنج و تعب میں ۔ لحد پر اُس کے آئی نصف شب میں
دعا رو رو کے کی اے خالق پاک ۔ کہ یہ بندہ ہے جو تیرا تہ خاک
ہوی تھی جس گھڑی میں سخت ناچار ۔ بنا یہ اس گھڑی میرا مددگار
یہ عاجز ہو گیا ہے قبر میں آج ۔ تری تائید کا یا رب ہے محتاج
ترا مخلوق یہ اک آدمی تھا ۔ تری قدرت کے آگے بیسر و پا
کیا مجھپر کرم اُس حال میں بھی ۔ تو تیری شان کیا کم ہے الٰہی
کہ تو خالق ہے اور غالب بڑا ہے ۔ جو اسکو بخشدے دشوار کیا ہے
دعا اس پیرزن نے اس طرح کی ۔ ہوئی مقبول درگاہ الٰہی
کسی نے خواب میں سلطاں سے پوچھا ۔ بتا مر کر تری حالت ہوی کیا
کہا سلطان نے ہے بات اتنی ۔ دعا مجھکو اگر بڑھیا نہ دیتی
عقوبت سے نہ پاتا میں رہائی ۔ دعائے پیرزن ہی کام آئی

سولھویں شرط رشوت سے احتراز کرنا

نہ رشوت کا رہے حاکم روادار
شریعت میں ہے جس پر وعدۂ نار

یہ رشوت منقسم دو قسم پر ہے
زبان مار کا جن میں اثر ہے

رشوت کی قسم اول

ہے اول یہ کہ دے تو حکم ایسا
حق و ناحق ہو جس میں نفع اپنا

بوقت حکم یہ مد نظر ہو
کہ اپنا نفع غیروں کا ضرر ہو

نہو ہر چند غیروں کا ضرر بھی
دیا حاکم نے حکم حق اگر بھی

رکھے گر نفع سے اپنے سروکار
تو عند اللہ ہو جائے گنہ گار

حکایت خلیفہ مستنجد باللہ کے دس ہزار دینار رشوت نہ لینے میں

کوئی مفسد تھا پر فن اور پرکید
کہ مستنجد نے اسکو کر لیا قید

یہ حالت دوستوں نے جبکہ دیکھی
تو سب نے جمع ہو کر مشورت کی

کہ دے کر دس ہزار یکمشت دینار
چھٹا لیں قید خانہ سے گنہ گار

ہوا جب ذکر اس کا پیش سلطاں
تو سنتے ہی کیا صادر یہ فرماں

کوئی مجرم کرو پیدا جو ایسا
تو میں خود تم کو دیتا ہوں اتنا

رشوت کی قسم دوم

سنو رشوت کی ہے یہ قسم دیگر
کہ جس میں مبتلا حاکم ہیں اکثر

غرض جس کار فرما سے ہو حاصل
ہدایا پر اسے کرتے ہیں مائل

نہ لینا چاہئے حاکم کو ہدیے
نہیں شک اسکی حرمت میں سمجھ لے

قبول اس کو کرے حاکم نہ زنہار / رکھے دلمیں بھی اس ہدیہ سے انکار

حکایت حضرت عمرؓ اور ایک شخص انصاری کی

عمرؓ کو ایک انصاری ہمیشہ / دیا کرتا شتر کی ران ہدیہ

ہوا اک امر جب درپیش اس کا / عمرؓ سے وہ سر محفل یہ بولا

الگ حق سے ہو باطل اسطرح سے / جدا ران شتر ہوتی ہے جیسے

مگر اس کا ہوا ثابت نہ کچھ حق / عمرؓ نے بھی رعایت کی نہ مطلق

خلاف اس کے کیا فتوی کو جاری / نہ ہوتا حق کے آگے شرمساری

ہوا اس روز سے ارشاد والا / کوئی عامل کسی سے لے نہ ہدیہ

شرع میں شرط غصہ کی حالتمیں فتویٰ نہ دینے کے بیان میں

یہ ہے حکم شریعت جان اے جو / کہ حاکم غیظ کی حالت میں جب ہو

روا اس کو نہیں فتوے کا دینا / کہ اس میں حق نہ ضایع ہو کسی کا

نہ کرنا چاہئے اسدم شتابی / پڑے گی عدل حاکم میں خرابی

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا فرمان

عمر اسلام کے تھے اک خلیفہ / عدالت تھی سدا ان کا وظیفہ

یہ ان کے عہد میں تھا حکم جاری / غضب جسوقت ہو حاکم پہ طاری

نہ ہرگز کوئی مجرم بھی سزا پائے / سزا تب ہو کہ غصہ بھی اتر جائے

سزا جس وقت ہو جائے مقرر / نہ ماریں پندرہ کوڑوں سے بڑھکر

اٹھارویں شرط حاکم کو اپنی رائے پر امین نہ ہونے کے بیان میں

یہ ہے حاکم کو لازم غور فرمائے — اور اپنی رائے پر امین نہ ہو جائے
نہ ڈگ جائے کہیں ان مرحلوں میں — ہمیشہ مشورہ لے فیصلوں میں
مگر مصلح کا بھی لازم ہے ادراک — کہ ہو اغراض نفسانی سے وہ پاک
کہے جو بات ہو اخلاص ہی سے — نہ رکھتا ہو ذرا سازش کسی سے
شریعت کے مسائل سے ہو آگاہ — مسائل کے دلایل سے ہو آگاہ
خدا کے ڈر سے امین ہو نہ زنہار — ہمیشہ راست باز و نیک کردار
فریب اور مکر سے نا آشنا ہو — نہایت متقی اور پارسا ہو

حکایت حضرت عمرؓ کو حضرت معاذؓ کے مشورہ دینے کی

کیا حضرت عمرؓ نے حکم جاری — کہ ہو اک حاملہ کی سنگساری
معاذ اس وقت حاضر تھے مگر واں — کہا فاروقؓ سے ہو کر پریشاں
شکم میں ہے جو اس عورت کے بچا — ضرر اس رجم سے اسکو بھی ہوگا
وہ ہے بیجرم اس میں شک نہیں ہے — کہا حضرت عمرؓ نے آفریں ہے
معاذ اس وقت گر حاضر نہ ہوتا — ہلاکت میں عمرؓ کی شک نہیں تھا
ذرا انصاف تو دیکھو عمرؓ کا — کیا منسوخ فوراً حکم اپنا

انتیسویں شرط بیت المال کی حفاظت میں

رعایا جس سے ہو سرسبز آباد — رہے لشکر بھی ہر دم خرم و شاد
فروغ مملکت جس سے عیاں ہو — فراغ معدلت جس سے عیاں ہو

تمنا عدل کی حاصل ہو جس سے
عروج نیک نامی کا سبب ہو
بتاؤں کونسی ایسی ہے شئی وہ
تحفظ چاہیئے جس کا ہمیشہ
مخارج سے نہ بڑھ کر ہوں مداخل
ضرورت صرف زر کی جس قدر ہو
کہ جس سے انتظام ابتر نہ ہو جائے
مگر مد نظر رکھے کہ زنہار
کرے ناحق نہ بیت المال تاراج
کبھی ایسے بھی ملجاتے ہیں نوکر
گھٹا دیتے ہیں اخراجات بالکل
نہیں پروا انھیں بگڑے اگر کام
کسی کا حق تلف ہو یا ضرر ہو
یہ رشتہ خیر خواہی کا نہیں ہے
انھیں مد نظر رہتا ہے یکسر
غریبوں کو ڈبو نا آپ کھانا
ہیں ان لوگوں کے یہ سارے کرشمے
خلاف ان کے جماعت دوسری ہے
کہ ہو گو بے ضرورت ہی کوئی کام
حساب ایسا کریں دفتر میں داخل
جما دیں ذہن میں حاکم کے فی الفور
سراسر ہے غلط ان کا بیاں ہی
نہ اخراجات کا ہو جب ٹھکانا

عدالت کی غرض کامل ہو جس سے
ادا حق اہل حاجت کا بھی سب ہو
سنو مجھ سے کہ بیت المال ہے وہ
کہ بیجا صرف میں آئے نہ حبہ
مداخل سے نہو ایک لحظہ غافل
کبھی اس سے نہ دل میں تنگتر ہو
کسی صورت میں پیدا اثر ہو جائے
پڑے زایدہ نہ اخراجات کا بار
کہ ہوا وقات حاجت میں نہ محتاج
فریب آمیز باتوں سے جو اکثر
ضرورت پہ نہیں کرتے تامل
ہوا پنا خیر خواہوں میں مگر نام
انھیں اسباب کا مطلق نہ ڈر ہو
جنھیں کچھ غم تباہی کا نہیں ہے
اسی پہلو میں اپنا نفع اکثر
اُسے اپنی ترقی میں لگا تا ہے
جنھیں یاں مختصر لکھا ہے ہم نے
کہ جنکو لوٹنے کی ہی پڑی ہے
ضرورت سے اُسے دیں بڑھکے انجام
کہ جس میں مدعا ہو اپنا حاصل
کہ آئندہ ہیں اسمیں نفع کے طور
کہاں کا نفع ہوتا ہے یہاں ہی
تو خالی کیوں نہ رہ جائے خزانہ

تو اس اشکال میں لازم ہے اتنا
کہ حاکم سوچ لے ممکن ہے جتنا

کہ اس میں کیا مرا نفع و ضرر ہے
کہانتک جھوٹ یا سچ یہ خبر ہے

غرض تفتیش ہر اک حال کی ہو
حفاظت خوب بیت المال کی ہو

جہانتک ہو سکے تکلیف اٹھائے
نہ ہرگز دام میں شیروں کے آئے

کہ ہوگا جبکہ ظاہر یہ نتیجہ
کھلے گا اس کی بدنظمی کا عقدہ

حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حفاظت بیت المال میں

سنو حضرت عمر کی تھی یہ حالت
کہ ان اونٹوں کی کرتے آپ خدمت

تعلق جنکو بیت المال سے تھا
اٹھاتے انکے پیچھے آپ ایذا

جو ہوتی سخت گرمی اسقدر بھی
کہ جلتے مثل پروانہ بشر بھی

انھیں حضرت ہی لیجاتے چراگاہ
ہر اک کے حال سے تھے خوب آگاہ

کمر باندھے ہوئے رہتے تھے تیار
تلف ہونے نہ دیتے مال سرکار

اٹھاتے آپ پالان شتر کو
فراہم کرتے سامان شتر کو

مدد لیتے کسی سے بھی نہ زنہار
نہ کہتے تھے ذرا اس کام سے عار

خبرداری میں تھے مصروف البتہ
کہ رنگ اور دانت بھی اونٹوں کے لکھتے

ملا کرتے تھے خود بدرشتن ہمیشہ
کسی کی بھی نہ کچھ کرتے تھے پروا

شتر انمیں اگر جاتا کوئی کھو
تو فوراً ڈھونڈھ کر لے آتے اسکو

کہا کرتے تھے خود ہے کون ایسا
کہ ہو مجھ سے غلامی میں زیادہ

بھلا مجھ سے ہے بڑھکر کون حقدار
حفاظت سے جو رکھتا مال سرکار

جو والی ہو مسلمانوں کا کوئی
تو سن رکھو یہ ہے تمثیل اسکی

کہ ہوں نوکر یہ حق آقا کے جیسے
فرایض انکے بھی ہوتے ہیں ویسے

خدا نے مجھ کو دی ہے پاسبانی
مجھی سے اکدن پرسش بھی ہوگی

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت تقسیم میں

خزانے میں کہیں سے مشک آیا
نہ تھے واقف عمر ہے وزن کتنا

کہا یہ مشک تولے کوئی عورت
تو چاہی عاتکہ نے تب اجازت

نہ کی زوجہ کی لیکن بات منظور
کیا اس کام پر ان کو نہ مامور

کہ گر مشک انکے کپڑوں میں لگے گا
تو نقصاں اس میں ہوگا غازیوں کا

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے فرزند کی

کہیں سے روغن زیتوں تھا آیا
لگایا سب کا فوراً اسمیں حصا

پیالے میں ذرا سا رہ گیا تھا
کہ اتنے میں عمر کا ایک لڑکا

لگا سر میں لگانے پونچھ کر تیل
عمر نے دیکھ پایا اس کا یہ کھیل

کہا فرزند سے ہو کر خفا یوں
تصرف تیل پہ تو نے کیا کیوں

سمجھ لے یہ مسلمانوں کا ہے مال
کہ آلودہ ہو جس سے بیٹے ترے بال

ہوا نائی کو پھر یہ حکم والا
کہ سارا مونڈ ڈالے سر ہی اسکا

حکایت حضرت عمر کی سرکاری تیل کی حفاظت میں

رسول پاک کے اک شب صحابی
ہوئے حاضر جو خدمت میں عمر کی

عمر نے دیر میں ان کو بلایا
جب آئے وہ تو یہ قصہ سنایا

کہ ہے جو تیل سرکاری معین
چراغ اس سے کیا تھا میں نے روشن

اسی سے کر رہا تھا کار سرکار
دیا تم کو نہ میں نے حکم احضار

ہوا جب کام سے فارغ بلایا
جو روشن تھا چراغ اسکو بجھایا

چراغ اپنا جلایا دوسرا ایک طریقہ آپ کا تھا کس قدر نیک
نہ ہو ضایع نہ ناحق مال سرکار نہیں کچھہ تحمل کا یاں دخل زنہار
فقط ملحوظ حق تھا غازیوں کا کہ جب تقسیم کرتے آپ حصا
یہاں تک آپ کی ہمت تھی عالی کہ بیت المال ہو جاتا تھا خالی
صفائی اسکی پھر کرتے تھے خود ہی بجا لاتے تھے وان شکر الٰہی
کہ حق تقسیم لوگوں کا ہوا اب یہ ہے احسان تیرا مجھپہ یارب

بیسویں شرط قرابتداروں کو اپنے ماتحت حاکم مقرر نہ کرنے میں

کوئی حاکم سے گر رکھے قرابت کرے حاکم نہ کچھہ اسکی رعایت
یہ ہو جس محکمہ میں بر سرکار عزیز اس کا نہ ہو مامور زنہار
یہ ثابت ہو چکا ہے تجربہ سے کہ جب مامور ہوں انکے خاص ایسے
نہ رکھیں عدل کی پروا ہی دلمیں نہ دیں حاکم کے ڈر کو جائے دلمیں
جو ہو ان کے سبب سے ظلم کبھی نہ ہو حاکم کو اسکی کچھہ خبر بھی
نہ ہو زنہار یہ جرأت کسی کی کرے جو ہو کے حاضر دادخواہی
کوئی فریاد بھی گر پیش ہو جائے توجہ افسر اعلیٰ نہ فرمائے
خدا کا آپ ہو جائے وہ عاصی نہ پائے نار دوزخ سے خلاصی
عدالت کو نہ چھوڑے ہاتھ سے گر سزا دے اہل عصیاں کو برابر
تو یہ بھی رنج سے خالی نہ ہوگا اٹھائے رنج کیونکر دل بشر کا
صحابہ حضرت خیر البشر کے پھٹکتے تھے نہ ہرگز پاس شر کے
نہ کرتے تھے عزیزوں کی رعایت نہ تھا مطلق انھیں پاس قرابت
ہوس دنیا کی رکھتے تھے نہ زنہار فقط اخلاص دیں کے تھے طلبگار
ہر اک آباد و خرم بالیقیں تھا کوئی شاکی عدالت کا نہیں تھا

صحابہ سے اگر ہوتا نہ یہ کام / تو پھر باقی نہ رہتا نام اسلام
انھیں کی سب یہ کوشش کا اثر ہے / کہ ابتک دین احمد جلوہ گر ہے

حکایت عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر کی

یہ کی فاروق نے اک دن شکایت / کہ اہل مصر کی ہے طرفہ حالت
اگر ہو ان کا عامل نرم طینت / تو کچھ کرتے نہیں توقیر و عظمت
کروں گر سخت عامل کو روانہ / تو ہو ان کی شکایت کا بہانہ
نہیں ملتا ہے ایسا شخص ہی جو / قوی بھی ہو امانت دار بھی ہو
ہوا اک شخص اس مجلس میں گویا / کہ مجھ سے پوچھئے ہے کون ایسا
وہ عبداللہ فرزند عمر ہے / امانت دار ہے اور باخبر ہے
ہوئے حضرت عمر سنکر یہ تقریر / نہایت خشمگیں اور سخت دلگیر
کہا تجھپر پڑے قہر الٰہی / کہ تونے بات کی مجھ سے نہ اچھی
حضوری سے مری نی القور مودر / نہیں کچھ رائے لینا تجھے منظور
دیار مصر یا ہو کوئی جا / وہ ہو سکتا نہیں عامل کہیں کا

اکیسویں شرط اگر بادشاہ کسی ملک کی رعایا پر ظلم کرنا چاہے تو بھی عمال کو عدل سے انحراف لازم نہیں ہے

عدالت سے رعایا بہرہ ور ہو / عدالت ہی سے حاکم نامور ہو
عدالت سے خدا ہو جائے راضی / عدالت ہی سے ہو ناجور قاضی
عدالت غمزدوں کو شاد کر دے / عدالت ملک کو آباد کر دے
تاج زیبائے دولت ہے عدالت / خط فرمان عزت ہے عدالت

عدالت نیک نامی کا سبب ہے
عدالت ہی سے تو خوشنود رب ہے

جو ہو سلطاں رعایا کا عدو بھی
تو اس کے ساتھ ظالم بن تو بھی

بلا سلطاں کی جانب سے ہو نازل
تو لازم ہے کہ ٹالے اس کو عاقل

کہ جس میں دین و دنیا کا بھلا ہو
بلائے رنج میں گر مبتلا ہو

نہ رکھے ذلت دنیا کی پروا
مگر ہر وقت رکھے خوف عقبےٰ

رعایا کا جو ہو بدخواہ سلطاں
تو وہ خود ایک دن ہوگا پشیماں

حکایت خلیفہ عباسیہ اور خاصب غلام عامل مصر کی

خلیفہ تھا کوئی عباسیوں کا
کہ اہل مصر پہ تھا اسکو غصا

یہی بات اس کے دلمیں آگئی تھی
کہ بھیجے کوئی عامل چن کے موذی

جو آئین حکومت ہی نہ جانے
رعایا کی رعایت ہی نہ جانے

رعیت ظلم سے مجبور ہو جائے
پریشاں ہو وطن سے دور ہو جائے

سنو خاصب غلام اک شاہ کا تھا
خلیفہ نے جسے حاکم بنایا

خلیفہ کو نہ تھی اسکی خبر ہی
کہ اہل مصر کی قسمت ہے اچھی

غلام ان کا بنا سردار جس دم
عدالت کا ہوا اچھا اور عالم

حکومت کا رکھا اس نے وہ اسلوب
خلیفہ کا ہوا حاصل نہ مطلوب

رکھا ہر ایک کو مسرور و شاداں
رعیت مصر کی تھی جیسے نازاں

دیار غیر سے بھی لوگ آکر
ہوئے اس شہر میں آباد اکثر

کہیں آئے خلیفہ کے اقارب
سفر کرتے ہوئے خاصب کیجانب

تو کی اس نے بہت تعظیم و عزت
دیئے تحفے انھیں ہنگام رخصت

ہوئے جب داخل دربار شاہی
انھوں نے کہدیا سب حال ماضی

تحایف جسقدر تھے ساتھ لائے
وہ سب گنکر خلیفہ کو دکھائے

غضب سے یہ دیکھکر آیا خلیفہ
کہ غاصب کی نکالی جائیں آنکھیں
کریں بازار میں تشہیر اسکی
غرض غاصب ہوا آخر گرفتار
وہ بازار میں یوں پھرتا تھا مظلوم
نہ تھا کچھ مال دنیا پاس اسکے
تصادفاً ملگیا اک اسکو شاعر
کہ اے غاصب مری خواہش یہی تھی
تجھے آکر سناؤں چند اشعار
مگر ہے یہ خدا کے شکر کی بات
اجازت اب اگر حاصل ہو تیری
کہا غاصب نے یہ غمگین ہو کر
چھپے تجھ سے نہیں حالات میرے
کہا اس نے ترا دل کیوں حزیں ہے
رعایا پر کیا ہے تو نے احسان
غرض شاعر نے جب حکم اسکا پایا
کہے تھے شعر اس نے خوب موزوں
کہ ہے شاداب تجھسے مصر ایسا
قصیدہ کا ہوا جس وقت اتمام
کیا شاعر نے لینے سے جو انکار
روانہ جب ہوا وہ لعل لے کر
کہا اس نے یہ قیمت میں گراں ہے
نہیں دے سکتا کوئی قیمت اسکی

اسی دم کر دیا یہ حکم اجرا
اسے بغداد کی گلیوں میں پھرائیں
مناسب ہے یہی تقدیر اسکی
نکالیں اسکی آنکھیں کیجے آزار
کہ جیسے بیکس و ناچار و مغموم
بس اک لعل ہی تھا پاس اسکے
کیا اس نے یہ مطلب اپنا ظاہر
کہ ملک مصر کی جانب ہوں راہی
کہ تیری مدح کا واجب ہے اظہار
اسی جا ہو گئی تجھ سے ملاقات
کروں پوری تمنا جو ہے میری
کہ حالت ہے نہایت میری ابتر
سنوں میں کس طرح اشعار تیرے
صلہ کی کچھ طمع مجھکو نہیں ہے
خدا مشکل کرے گا تیری آسان
قصیدہ سب اسے پڑھکر سنایا
یہ مشہور اس کا ہے پاکیزہ مضمون
کہ رود نیل کا ہے فیض جیسا
تو غاصب نے دیا وہ لعل انعام
قسم دیکر کیا غاصب نے ناچار
تو پہونچا جوہری کی وہ دکاں پر
کسی میں اسقدر طاقت کہاں ہے
خلیفہ کے سوا قدرت ہے کس کی

خلیفہ تک خبر پہونچی یہ تحقیق ۔ بلا کر اس نے کی شاعر سے تصدیق

حضوری میں ہوا غاصب کا طالب ۔ وہ جب آیا تو سب پوچھے مطالب

بہت کی شاہ نے توقیر اسکی ۔ ہوا نادم ستمگاری پر اپنی

کہا اس سے جو ہے مقصود تیرا ۔ بجا لانا ہے اس کا فرض میرا

تو کی یہ عرض غاصب نے کہ حضرت ۔ زمیں تھوڑی سی مجھکو ہو عنایت

کہ کاٹوں زندگی کے دن جہانمیں ۔ معیشت سے رہوں فارغ وہاں میں

گزارش ہو گئی مقبول اُسکی ۔ خلیفہ نے اُسے جاگیر بخشی

رہا باقی نہ غاصب تو جہاں میں ۔ رہی وہ جا پر اس کے خانداں میں

چوتھا باب حقوق رعایا میں

رعایا سلطنت میں جسقدر ہے ۔ کوئی محتاج کوئی اہل زر ہے

کوئی تو ہے مسلماں کوئی کافر ۔ کوئی پرہیزگار اور کوئی فاجر

گنے جاویں یونہیں جا ہو جہاں تک ۔ حقوق ان سب کے ہیں سلطانیہ بیشک

حق اول انکسار کرنا

جو چاہے تو کہ ہو مقبول باری ۔ تواضع چاہئیے اور خاکساری

شریعت میں ہوی ہے یہ ہدایت ۔ ہے لازم اہل ایماں کی رعایت

حکومت میں لحاظ انکا ہے لازم ۔ غرور ان سے کرے ہرگز نہ حاکم

خدا ہی کے لئے ہے کبر زیبا ۔ رکھے جو کبر دشمن ہے خدا کا

رسول پاک نے فرما دیا ہے ۔ کہ مجھکو حکم یہ اللہ کا ہے

کر دو تم اپنی امت کو ہدایت ۔ کہ چھوڑیں خاکساری کی نہ عادت

کہ جو ذرہ برابر ہوگا مغرور / رہے گا گلشن فردوس سے دور
رکھیں حکام اس ارشاد کو یاد / نہایت ہے یہ عبرت خیز ارشاد

حکایت سلیمان علیہ السلام کی

سلیماں چھوڑ کر تخت شہانہ / ہوا کرتے تھے مسجد کو روانہ
یہی تھا آپکا مقصود اصلی / کہ آجائے نظر درویش کوئی
کوئی مسکیں وہاں گر دیکھ پاتے / تو اس کے پاس جاکر بیٹھ جاتے
یہ فرماتے تھے پھر وہ سید الناس / کہ مسکیں آیا ہے مسکین کے پاس
دعائیں مصطفےٰ نے بارہا کیں / کہ یارب میں ہوں تیرا عبد مسکیں
ہو مسکینوں میں یارب حشر میرا / ہو مسکینوں کا جینا اور مرنا

دوسرا حق حاسدونکی بات پر عمل نہ کرنا

یہ حاکم کو نہیں ہرگز سزاوار / کہ سن لے ہر کسی کا قول وگفتار
کہ جس سے غیر کے حق میں ضرر ہو / پشیمانی سے نا ممکن مفر ہو
خصوصاً جسقدر ہیں اہل اغراض / کہ جن پر فسق کے غالب ہیں امراض
حسد جنکی طبیعت کو ہے مرغوب / ہنر جنکی نگاہوں میں ہے معیوب
طمع اک اینٹ کی انکو اگر ہو / تو ڈھا دیں ساری مسجد کو وہ بدخو
سنے حاکم نہ کچھ گفتار ان کی / نہ مانے بات ہی زنہار ان کی

حکایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سخن چینی کی ممانعت کرنا

علی پاک کے آگے عزیزو
کیا ارشاد یوں حضرت علی نے
اگر تو سچ خبر دیتا ہے مجھ کو
اگر ہے جھوٹ تو دونگا سزا بھی
کہا اُس نے امیر المومنیں سے
معاف اس کو کیا شیر خدا نے

بُرا کہنے لگا کوئی کسیکو
کہ سن کہتا ہوں میں اک بات تجھسے
بُرا سمجھوں گا بد گوئی سے تجھکو
مناسب ہے کہ توبہ کر تو جلدی
کہ میں کرتا ہوں توبہ بخشدیجے
وہی سلطاں ہے جو یہ رمز جانے

محمد بن کعب قرضی کی تقریر

محمد ابن کعب اک واقف کار
بری ہیں اسکے حق میں خصلتیں دو
کرے باتیں بہت بیجا خرافات
رموزِ ملک اس سے ہونگے افشا

یہ کہتے ہیں۔ رہے حاکم خبردار
کہ واجب اُن سے ہے پرہیز اسکو
سنے بیکار یا ہر شخص کی بات
اور اس سے سخت کھا جائیگا دھوکا

تیسرا حق مومنین کی خطا بخشی میں

کسی مومن سے گر ایسی خطا ہو
غضبناک اُسپہ ہو جانا ہے بیجا
کہ جسدن شور محشر ہوگا قایم

تعلق دین سے ہو کچھ نہ جس کو
معاف اسکی خطا کرنا ہے زیبا
خدا حاکم کے بخشے گا جرایم

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی

گنہ جب حضرت یوسف نے بخشا
جو اُن کے بھائیوں سے ہو گیا تھا

تو اُن پر یہ فلک سے وحی آئی
ادا لطف و کرم کی ہمکو بھائی

کیا ہم نے بھی تمپر لطف و انعام
رہیگا اب تمہارا حشر تک نام

چوتھا حق اعلیٰ و ادنیٰ میں مساوات رکھنا

کوئی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو انساں
نہیں حاکم کو یہ زنہار شایاں

کہ فیضانِ عدالت ایک پر ہو
اور اک جانب رعایت کا اثر ہو

کمی بیشی نہ ہرگز ہو کسی آں
نشست اور گفتگو تک میں ہو دھیاں

ذرا نخوت نہ دلمیں آنے پائے
تو ہے انصاف کوئی جانے پائے

یہ اکثر دادخواہوں کی ہے حالت
کہ پا کر حاکموں میں کبر و نخوت

وہ رُک جاتے ہیں عرض مدعا سے
تو لازم ہے ڈرے حاکم خدا سے

کرینگے جب نہ وہ مطلب کا اظہار
تو حق انکا نہ حاصل ہوگا زنہار

رگِ گردن پہ اس حاکم کی ہوگا
یہ سارا مظلمہ اتلاف حق کا

خدا ہے جو شہنشاہی کے شایاں
ہے اسکا ہر کس و ناکس پہ احساں

جو ہو ظلِ خدا روئے زمیں پر
رہے احسان کرنے کا وہ خوگر

خدا کے ساتھ اسکو اقتدا ہو
خدائی پر نہ کچھ ظاہر ریا ہو

ریا کی وجہ سے جو کام ہوگا
بہت اس کا برا انجام ہوگا

حکایت خلیفہ منصور و قاضی محمد بن عمران طلحی

نیر اک شخص کرتا ہے یہ مذکور
مدینہ میں ہوا وارد جو منصور

خلیفہ پر شتربانوں نے اُسجا
کیا دار القضا میں آکے دعوے

محمد اس زمانے میں تھے قاضی
لقب جن کا بنِ عمرانِ طلحی

مرے عہدہ میں تھا امر کتابت | یہ تھی دار القضا کی مجھکو خدمت
ہوا مجھ سے یہ تب ارشاد قاضی | خلیفہ کی طرف فرماں ہو جاری
کہ اک دعوے ہوا ہے تجھپہ دائر | ابھی دار القضا میں ہو تو حاضر
کتابت پر نہیں ہوتا تھا راضی | ہوا اسبات پہ آزردہ قاضی
غرض میں نے لکھا فرمان احضار | اور اس فرمان پہ کی مہر سرکار
قسم دے کر کہا قاضی نے مجھ سے | کہ اپنے ہاتھ سے تو جا کے دیدے
ہوا مجبور میں اور لے لیا خط | در دولت پہ وہ پہونچا دیا خط
وہ خط حاجب نے لیجا کر دکھایا | کہا لوگوں سے پھر باہر جو آیا
کہ ظل اللہ نے فرما دیا ہے | کہ قاضی نے طلب مجھکو کیا ہے
رہے کوئی نہ میرے ساتھ حاجب | اکیلے ہی مجھے جانا ہے واجب
خلیفہ پاس قاضی کے جو آیا | نہ کی جنبش نہ اس نے سر اٹھایا
اسی جا احتبا چادر سے کر کے | یونہیں بیٹھا رہا بیٹھا تھا جیسے
شتربانوں کو پیشی میں بلایا | سماعت میں بیاں ہر اک کا لایا
کیا پھر فیصلہ ان کے موافق | کہ تھے وہ سب کے سب دعوے میں صادق
لکھا حکم اور انھیں دلوا دیا حق | رعایت کی خلیفہ کی نہ مطلق
الٰہی اب کہاں ہے وہ زمانہ | ہوا سب منقلب وہ کارخانہ
وہی انصاف سے اب بہرہ ور ہے | کہ جس کو کچھ میسر مال و زر ہے
امیروں کا ہے دل انصاف سے شاد | غریبوں کی مگر مٹی ہے برباد

پانچواں حق رعایت کے آداب میں

ہوا کرتے ہیں عالم میں بد و نیک | نہیں لازم کہ ہو سب سے سلوک ایک
ہو جیسی وضع ہر اک آدمی کی | رہیں اس سے وہی آداب مرعی

نہ عامی کا بڑھائے حد سے رتبا — بھلا لطف و کرم او باش سے کیا
جو ہو غول بیابانی کی مانند — تو ہو اسکی رعایت کا نہ پابند

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام

خدا سے عرض یہ داؤد نے کی — عمل وہ کونسا ہے یا الٰہی
کہ ہو مجھپر تری مخلوق مائل — خزانہ تیری رحمت کا ہو حاصل
کہا حق نے جو عزت چاہیئے ہے — رعایا کی رعایت چاہیئے ہے
کہ جتنی عقل و ہمت ہو کسی کی — مناسب اسکی خاطر بھی ہے اتنی
رعایت ساتھ حق کے بھی ہے خوب — کہ تو مخلوق و خالق کا ہو محبوب

چھٹا حق رعایا کے ساتھ محبت رکھنے میں

اسی فرمانروا کا نیک ہے حال — رعایا کو جو سمجھے مثل اطفال
محبت جسطرح اولاد کی ہو — یونہیں فوق رعایا پروری ہو
کوئی گر ان کو پہونچے رنج و کلفت — نہ دے یہ ہاتھ سے تیمار الفت
کبھی ان سے نہ رکھے دلمیں نفرت — انہیں کی ذات سے ہے ملک و دولت

کایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مدینہ کے لڑکوں کی

سنو اک دن عمر لیٹے ہوئے تھے — غریبوں کے وہاں تھے جمع لڑکے
شکم پر آپ کے بیٹھا تھا کوئی — کوئی تھا بے تکلف محو بازی
کہ اسدم اتفاقاً ایک عامل — ہوا حضرت عمر کے پاس داخل

کہا یہ آپ سے اس نے کہ حضرت
نہیں یہ طور شایان خلافت

ہوا ارشاد تو رکھتا نہیں کیا
رعایا سے سلوک اے شخص ایسا

کہا دربار میں آتا ہوں میں جب
تو ہو جاتے ہیں ساکت حاضریں سب

دلوں میں بیٹھ جاتا ہے مرا ڈر
کہ ہو جاتے ہیں سرکش بھی نگوں سر

فقیروں کے بھلا لڑکے ہیں کیا چیز
جو کھیلیں پیٹ پر میرے وہ ناچیز

کہا حضرت عمر نے سن کے یہ حال
ہوا خدمت سے اب تو فارغ البال

نہیں مرغوب ہمکو وضع تیری
ہوا معزول تو خدمت سے اپنی

نہیں رہ سکتا عامل جو ہو مغرور
کہ ہے ہمکو یہی ہر وقت منظور

کہ پیغمبرؐ کی امت پر ہو شفقت
نہ چھوٹے ہاتھ سے طرز مروت

ریاست سے نہ ہیبت سے غرض ہے
نہ کچھ اظہار شوکت سے غرض ہے

ساتواں حق غلط گوئی کی ممانعت میں

وفا کرنا ہے لازم اپنا اقرار
تخلف کا نہ حاکم ہو روادار

وفائے عہد بھی ہے قرض کیطرح
حدیثوں سے ہوا ظاہر اسیطرح

منافق کے نشاں ہیں تین سمجھو
وہ صایم یا مصلی ہی نکیوں ہو

جو بولے ہو غلط سب اسکی گفتار
کرے وعدہ تو پورا ہو نہ زنہار

امانت میں کرے ظالم خیانت
نہ ہو اس میں ذرا بوئے دیانت

سیرت ذو القرنین

تھے ذو القرنین سچ کہتے ہمیشا
تخلف اُنسے وعدیکا نہ ہوتا

جب اُن کے پاس آجاتا کبھی مال
ضرورت پر لگا دیتے تھے فی الحال

نہ رکھے دوسرے دن کیلئے وہ ۔ انھیں اسباب سے سلطاں بنے وہ
چلے حاکم اگر ان خصلتوں سے ۔ تو لوگ اس کے رہیں تابع نہ کیونکر
غلط گفتار کی عادت ہو جس کو ۔ تو ہے بے شرم اور بدخلق بدگو

حکایت نعمان بن عدی اور اس کی بی بی کی

عمر کے عہد میں اک شخص نعماں ۔ ہوا فرمانروائے شہر میساں
لگا کہنے وہ تب بی بی سے اپنی ۔ کہ میرے ساتھ چل میساں میں تو بھی
کیا جانے سے اس عورت نے انکار ۔ کیا تکرار اکبار آپ ناچار
پہونچکر ایک خط بی بی کو لکھا ۔ کہ ہے راحت یہاں [illegible]
یہاں حاصل ہے لطف زندگانی ۔ وہ حمام گرم ہے اور سرد پانی
پیالے ہیں بلوریں بزم میں یاں ۔ ہمیشہ گائکوں کے حاضر ہیں [illegible]
زنان نازنیں رہتی ہیں دمساز ۔ وہ انداز و ادا وہ ساز و آواز
لکھے اشعار بھی اس خط میں ان نے ۔ مضامیں جنکے سب ترغیب کے تھے
جو پہونچا حال یہ حضرت عمر تک ۔ کیا معزول نعماں کو یکایک
پلٹ کر وہ مدینہ میں جو آیا ۔ تو یہ اپنی زباں پر عذر لایا
کہ میں نے جو کیا تھا خط میں اظہار ۔ ہوا تھا مرتکب اس کا نہ زنہار
خیال شاعرانہ ہے وہ مضموں ۔ خیال اسپر نہ فرمائیں دگرگوں
عمر کی کسقدر محتاط تھی ذات ۔ کہا اس سے کہ ہوگی ٹھیک یہ بات
مگر اسکی ضرورت کیا ہے تجھکو ۔ ہمیشہ کے لئے عامل رہے جو

ب فاسق کی حکایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

کہا اک آدمی نے یا محمد ۔ کہ مجھ میں ہیں خصائل چار ہیں بد

کہ ہوں زانی و فاسق اور شرابی
ہمیشہ جھوٹ بولنے کا ہوں عادی

یہ باتیں سب نہیں چھٹنے کی لیکن
فقط اک فعل کا ہے ترک ممکن

سو وہ بھی آپ کی خاطر سے ہوگا
نہ خوف حاکم جبار سے ہوگا

ہوا اس شخص سے ارشاد والا
کہ اب سے جھوٹ کہنے تو باز آ

کیا عہد اس نے حضرت سے کہ اچھا
نہ اب سے جھوٹ بولوں گا میں حاشا

کیا گھر آکے لیکن یہ ارادہ
زنا کا مرتکب ہو پی کے بادہ

ہوا ساتھ اسکے ہی یہ خوف پیدا
کہ حضرت مجھ سے پوچھیں تو کہوں کیا

کروں گا ان جرائم کا گر اقرار
سزائے حد کا ٹھہرونگا سزاوار

اگر ان افعال سے ہو جاؤں منکر
تو ہوگا جھوٹ بیشک مجھ سے صادر

نہ بولونگا میں ہرگز جھوٹ اب تو
نہ بھولونگا میں ارشاد نبی کو

ہوا چوری پہ آمادہ وہ یک شب
خیال اسکو بھی یہ مانع ہوا تب

غرض اک جھوٹ کو کیا اس نے چھوڑا
کہ سب افعال بد سے منہ کو موڑا

آٹھواں حق ملائمت اختیار کرنے میں

بنایا ہے خدا نے تجھکو حاکم
نہیں سختی سے لینا کام لازم

نگہ درکار ہے ہر وقت سیدھی
سخن میں چاہیئے ہے رفق و نرمی

اگر مظلوم واویلا مچائے
شکن ماتھے پہ حاکم کے نہ آئے

ہے جس حاکم پہ صادق یہ عبارت
ہے اس کے حق میں جنت کی بشارت

حکایت خلیفہ عمر بن عبد العزیز اور ایک اعرابی کی

عمر تھے محکمہ میں رونق افزا
ہوا پیش ایک اعرابی کا جھگڑا

بیاں اس نے کیا احوال اپنا ... مچایا ساتھ اس کے شور و غوغا
بہت سلطان سے تقریر کی سخت ... زباں بھی سخت تھی الفاظ بھی سخت
وہ عرض مدعا میں بے خطر تھا ... نہ کچھ تہذیب کا اس میں اثر تھا
نقیب شاہ نے بڑھ کر کہا یوں ... کہ بلوہ کر رہا ہے اسقدر کیوں
دماغ شاہ ہوتا ہے پریشاں ... نہ برہم ہوں کہیں سلطان ذیشاں
خلیفہ نے کہا خاموش خاموش ... نہ ہو ناحق خفا اے مرد حق گوش
کہ اس نے جسقدر کی مجھ سے تقریر ... نہیں ہوں اس سے میں بیزار و دلگیر
نہیں غوغا سے اس کے میں پریشاں ... مگر تو نے کیا مجھ کو پریشاں

نواں حق رعایا کو خوشنود رکھنے کے بیان میں

رہے اس بات پر سلطان مائل ... کہ اس کے عدل کا عالم ہو قائل
کسی کا اس سے کچھ بگڑے اگر کام ... تو اپنے نفس کو دے آپ الزام
رہیں اس طرح سلطان اور رعایا ... کہ جیسے ہیں خیر خواہ اُسکے وہ اُن کا
رعایا سے ملے اس کو وہ قوت ... کہ جس سے ہو زیادہ مال و دولت
کرے ساتھ ان کے یہ رفتار ایسی ... کہ ان کا چاہتا ہو جس طرح جی
اگر سلطان کے ایسے ہوں کردار ... مصیبت میں رعایا اسکی ہو یار
دل و جاں سے کریں سب اسکی تعظیم ... رہے آباد اور سرسبز اقلیم
مخالف اس سے گر لڑنے کو آئے ... ہزیمت کے سوا کچھ بھی نہ پائے
اگر لشکر میں بھی اس کے کمی ہو ... صف اعدا کو جب بھی برہمی ہو
بڑا لشکر رعایا کی خوشی ہے ... دگر نہ چیز کیا لشکر کشی ہے

حکایت ایک حاکم ظالم کی اور اس کی سلطنت کی بربادی

عجم کے ملک میں تھا ایک حاکم
جفا جو سخت دل بے رحم ظالم

تلف کرتا تھا وہ مال رعیت
نہایت تنگ تھا حال رعیت

لیا چین اس کے کشور سے نکلکر
ہوی غربت زدہ گھر سے نکلکر

ہوئیں سب بستیاں ویران و برباد
محاصل گھٹ گئے دشمن ہوے شاد

خزانوں میں نہ باقی سیم و زر تھا
نہ لشکر میں رہا وہ کر و فر تھا

مصاحب اس کے اکدن آسکے آگے
کتاب شاہنامہ پڑ رہے تھے

یہ بیٹھا سن رہا تھا ہوکے بے فکر
زوال دولت ضحاک کا ذکر

تھے جس کی ذات میں موجود سو عیب
جو تاریخوں سے ظاہر ہے بلا ریب

کہ تھا وہ پست قامت اور ستمگار
تھا سختی اور درشتی کا روادار

حیا رکھتا نہ تھا کھاتا بہت تھا
نہایت بدزباں تھا اور جھوٹا

طبیعت میں تھی بیجا اس کے عجلت
بڑا نامرد اور احمق نہایت

فریدوں کا بھی ذکر آیا اسی جا
تو سنکر صدر اعظم نے یہ پوچھا

کہ ہے کچھ قبلۂ عالم کو معلوم
فریدوں ملک و دولت سے تھا محروم

تو اس نے سلطنت کسطرح پائی
یہ دولت اسکے گھر کسطرح آئی

جواب اسکو دیا فرمانروا نے
کہ دی تائید اسے خلق خدا نے

وزیر شاہ نے کی پھر یہ تقریر
سراسر جس میں ہے عبرت کی تصویر

کہ ہے جب باعث تحصیل شاہی
رعایا کی کمک اور خیر خواہی

تو پھر کس واسطے اے شاہ والا
رعایا کو ہے تو نے پیس ڈالا

ہوی تجھکو نہ کیوں وہ بات منظور
کہ ہو فوج اور رعیت جس سے مسرور

کریم الطبع جو ہوتا ہے سلطاں
تو رہتی ہے رعایا اسکی شاداں

سلاطیں کو ہے لازم چشم رحمت
رعایا کی ہو جس سے دور زحمت

نہیں ہیں تجھ میں یہ اوصاف زنہار
حکومت کے نہیں لائق ستمگار

نہ گرگوں سے ہو چوپایونکی خدمت
جو ظالم ہے کرے گا کیا حکومت

رعایا پر کرے سلطاں جو بیداد
نہ کیونکر ملک سب ہو جائے برباد

نہ ہرگز اس نصیحت پر کیا غور
مزاج شاہ برہم ہو گیا اور

ہوا یہ ظلم ناحق کا بہانہ
کیا زنداں میں ناصح کو روانہ

ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے آخر
کہ لڑنے کو اٹھے اسکے برادر

کیا اس ملک کا سلطاں سے دعوے
کہ ان کے باپ کا تھا ملک سارا

رعایا تو سبھی ناخوش تھی اس سے
گئے خوش حال ہو کر پاس انکے

حمایت میں کی ان کی کہ یہانتک
کہ آیا ملک قبضے میں یکایک

دسواں حق متخاصمین کے رضامند کر دینے میں

اگر ہو دو فریقوں میں خصومت
تو ہے یہ بات شایان حکومت

کہ جھگڑا ڈالدے ان میں محبت
بدلجائے محبت سے عداوت

نہیں لازم کہ دیر اس میں لگائے
حسد پیدا دلوں میں ہو نہ جائے

ذرا بھی کی اگر حاکم نے تاخیر
کرے گی کینہ خواہی دلمیں جاگیر

تو اور دلکی بھڑک اٹھے گی آتش
مزاج ملک ہو جائے گا ناخوش

بڑھے گی برہمی و رنج و کاہش
کرینگے قتل و خونریزی کی خواہش

نماز و روزہ ہو یا حج اکبر
عمل اصلاح کا ہے سب سے بہتر

حکایت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لکھا تاریخ میں ہے حال اتنا
کیا جب شام کے حاکم نے فتنا

نبی کے لخت دل شاہ زمن نے
امام المتقین حضرت حسن نے

خلافت کی بھی پروا کچھ نہیں کی
کہ فکر اصلاح ذات البین کی تھی

سمجھتے ہیں ولی دنیا کو مردار ۔ خلافت سے ہوئے بس دست بردار
وہ سمجھے گر نہ چھوڑونگا خلافت ۔ تلف ہو جائیگی نانا کی امت
خدا کو بھی بہت بھائے یہ انداز ۔ جو نانان جہاں میں ہیں وہ ممتاز

گیارھواں حق بداعمالی کے انسداد میں

عدالت میں یہی ہے امر زیبا ۔ جرائم کا ہو استکشاف اتنا
کہ بڑھ جائے ضرورت سے نہ زنہار ۔ نہ رکھے عیب جوئی سے سروکار
تجسس ہو ولیکن اسقدر ہو ۔ نہ ناحق غیر کا جس سے ضرر ہو
تحمل سے ہے لینا کام اچھا ۔ کہ عجلت کا نہیں انجام اچھا
جو ہو اخلاص سے پورا ہر اک کام ۔ تو نیک آغاز ہے اور نیک انجام
رعایا کے جو ہوں افعال و کردار ۔ رہے حاکم مدام ان سے خبردار
اگر ظاہر کسی کا فعل بد ہو ۔ اسی کے دفع میں بس جد و کد ہو
نہیں اغماض لازم اس خطا سے ۔ کہ لازم ہے ڈرے حاکم خدا سے
کریں ثابت جو خود اسکی خطا کو ۔ نہیں شایاں کہ وہ ہوں چیں بچیں
نہ اس کے مان لینے میں کرے عار ۔ حکومت پر نہ ہو مغرور زنہار
خطا پر اپنی لازم ہے کہ شرمائے ۔ طریق خیر خواہی سے نہ باز آئے
کہ ہو جس کا اثر غالب دلوں پر ۔ خدا خوشنود ہو راضی پیمبر

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ اور ایک شخص فاسق کی

عمر راتوں کو اکثر گشت کرتے ۔ محلوں میں مدینہ کے اکیلے
کہ فسق و جور تو ہوتا نہیں ہے ۔ کوئی فاقہ سے تو سوتا نہیں ہے

کسی گھر کیطرف گزرے جو اک شب
سنی آواز کچھ گانے کی بیڈھب

تو فوراً چڑھ گئے دیوار پر آپ
اور اس کو پھاند کر آئے اُتر آپ

یہ دیکھا آپ نے طرفہ تماشا
کہ ہے بیٹھا ہوا اک مرد رعنا

شراب لالہ گوں آگے دھری ہے
بغل میں ایک عورت اجنبی ہے

ہوے برہم جو یہ حالات دیکھے
لگے فرمانے بڑھکر آپ اُس سے

کہ تو سمجھا تھا شاید حق تعالےٰ
نہ ان افعال پر رسوا کرے گا

نہ آخر چھپ سکے یہ تیرے افعال
زنا اور بادہ خواری کا کھلا حال

کہا اس نے نہ غصہ کیجئے آپ
مری اک بات بھی سن لیجئے آپ

ہوا مجھ سے اگر اک جرم صادر
جرایم آپکے ہیں تین ظاہر

عمر نے سنکے یہ دی اسکو رخصت
کہ کردے ان جرایم کی صراحت

کہا سنئے خدا کا ہے یہ فرماں
کہ جاسوسی کرے ہرگز نہ انساں

نہ تھا لازم کہ یوں آپ آکے جھانکیں
نہیں ہے محتسب کا کام گھر میں

سنو ہے دوسرا خالق کا ارشاد
میں قرآں پڑھ چکا ہوں ہے مجھے یاد

کہ دروازوں سے ہوں داخل گھروں میں
نہیں لازم کہ یوں دیوار پھاندیں

سنو یہ تیسرا ہے حکم قرآں
کہ جس سے خوب واقف ہے ہر انساں

کہ ہرگز غیر کے گھر میں نہ جائیں
اجازت جبتلک اسکی نہ پائیں

تم آئے اور نہ لی مجھسے اجازت
نہ یوں آنا تھا لازم بے اجازت

عمر شرما کے بولے سچ ہے یہ بات
خدا کے حکم سے ہے جس کا اثبات

مگر تجھ کو نہیں ہے کیا یہ منظور
کہ توبہ کر کے تو ہو جائے ماجور

یہ سن کر توبہ کر لی اس نے فی الفور
ہدایت کر کے یہ پلٹے بصد طور

ملا توبہ سے اس کو اجر وافی
ہوئی ما فات کی جس سے تلافی

بارھواں حق مساکین کو اغنیا سے بڑھ کر سمجھنا

مساکین رعایا کا ہو دمساز
ہمیشہ ان سے تو پیش آ با اعزاز

غنی رہتے ہیں جو دنیا کے عاشق
فقیروں پر نہیں زنہار فائق

نہیں رکھتے ہیں جو دنیا کی پروا
ہے نسبت ان سے دنیادار کو کیا

حکومت پائے گر دنیا میں کوئی
کرے ہر اہل دنیا سے نکوئی

رہے مرجع گروہ اغنیا کا
تو دل تاریک ہو جاتا ہے سارا

یہی حالت رہے گر اسکے دل کی
تو کیونکر عاقبت میں ہوگا ناجی

وہ کھو بیٹھے گا اپنا دین ایماں
نہ پائے گا بجز تشویش و حرماں

جو حاکم خاکساروں سے ہو مسرور
تو اس کا زنگ دل ہوتا رہے دور

دل انکے فیض صحبت سے ہو یوں پاک
جلا دے آئینہ کو جس طرح خاک

حدیث پاک میں وارد ہے یارو
کہ ہرگز پاس مردوں کے نہ بیٹھو

کسی نے عرض کی ہیں کون مردے
تو فرمایا تو انگر مصطفےٰ نے

حکایت حضرت عمر اور حمص کے حاکم کی

روایت ہے عمر خوف خدا سے
قلمرو میں سدا تھے گشت کرتے

تفحص انکو رہتا تھا یہ کامل
کہ میرے ملک کے کیسے ہیں عامل

پہونچکر حمص میں اکروز پوچھا
جو یاں حاکم ہے اسکا حال ہے کیا

کہا لوگوں نے اچھا آدمی ہے
مگر ساتھ اسکے اتنی بات بھی ہے

کہ گھر دو منزلہ اونچا بنا کر
لگایا اس نے زینہ آسماں پر

کیا یہ حال سنکر حکم صادر
کہ وہ جلدی مدینہ میں ہو حاضر

ہوا قاصد کو پھر ارشاد والا
کہ دروازہ جلا دے اس مکاں کا

وہ قاصد حمص میں جسوقت پہونچا
لگا خود لکڑیاں کرنے مہیا

کہ دروازہ جلا دے گھر کا اس کے
کہا لوگوں نے یوں عامل سے جا کے

وہ آیا پاس قاصد کے بعجلت | پڑھا خط اور ہوا لوگوں سے رخصت
مدینے کو چلا ترسان و لرزان | تھی رنگت زرد اور حالت پریشان
غرض کرتا ہوا طے مراحل | مدینہ میں ہوا وہ شخص داخل
گیا حضرت عمر کے پاس جبدم | ہوا اس کے لئے یہ حکم برہم
کہ قایم تین دن تک دھوپ میں ہو | مزا دوزخ کا تا آجائے اس کو
ہوا بعد اسکے صادر حکم ثانی | کہ اونٹوں کو پلائے بھر کے پانی
تھکا جب وہ تو چھوڑا اور یہ پوچھا | بتاتا جا کہ گذرا وقت کتنا
وہ بولا کیا سر و تن کی خبر تھی | مجھے اک اک گھڑی اک اک پہر تھی
کہا ہم چاہتے ہیں مطلع ہو لوں | بنایا تو نے یہ اونچا مکاں کیوں
ملی جو چند روزہ حکمرانی | طبیعت ہو گئی کیا آسمانی
یہی ہے شبہہ تھا مقصود تیرا | کہ رفعت اپنی ہو سب پر ہویدا
یتیموں اور فقیروں سے ہو ممتاز | ضعیفوں اور غریبوں پر سرافراز
نہ کرنا پھر عمل ایسا تو زنہار | کہے دیتا ہوں اب رہنا خبردار
نصیحت کا لگا کر تازیانہ | حکومت پر کیا اسکو روانہ
صحابہ دین کے بیشک تھے سردار | تفاخر سے مگر رہتے تھے بیزار
نہ تھے اسباب دنیا کے وہ طالب | تھی ان پر دین کی اک حرص غالب
گئے ہیں بے تکلف رہ کے وہ کام | چلا آتا ہے جن سے آجتک نام
ہزاروں اب تکلف کے ہیں عادی | کہ جس نے دین کی رونق مٹادی
جو حاجتمند آئے پاس ان کے | تو دیکھیں انکی صورت کو غضب سے
ملاقات انکی کرنے گر غنی آئیں | تو کوسوں ان کے استقبال کو جائیں

تیرھواں حق مساکین کی خبر لینا

نہ محتاجوں کی حالت سے ہو غافل | رکھے انکی خبر تا ہو اجر حاصل

جو ہوں وہ لوگ فاقوں میں گرفتار — تو اپنی آنکھ میں انکو نہ رکھ خوار

کریگا بار فاقہ اُن سے گر دور — تو عند اللہ ہو جائیگا ماجور

قیامت کا رکھ اندیشہ ہر اک آن — جہاں ہوگا نہ مال و ملک فرمان

وہ اپنی بیکسی کا حال کر یاد — وہاں کچھ کارگر ہوگی نہ فریاد

وہاں شاہوں کی حالت ہوگی ایسی — غریبوں کی ہے صورت آج جیسی

کوئی آج اپنا حق گر تجھسے مانگے — غنیمت جان اور اسکی خبر لے

پیام موت آجانے سے پہلے — جو کچھ کہنا ہو اسکے حق میں کہہ لے

حکایت عرصہ قیامت

بلا کر روز بر و بندہ کو اپنے — خدا محشر میں پوچھے گا یہ اس سے

کہ میں نے تجھ سے اک مانگی تھی روٹی — طلب تجھ سے کیا تھا پارچہ بھی

مگر تو نے کیا مجھپر نہ ایثار — کہے گا اس گھڑی وہ مرد ناچار

کہ حاجت سے ہے یارب پاک تو تو — بھلا کس طرح دیسکتا میں تجھ کو

میں اس کے رحم پر قربان جاؤں — کہے گا اپنی حاجت میں بتاؤں

ترے ہمسایہ میں تھا ایک انساں — برہنہ گرسنہ مفلس پریشاں

نہ کی تو نے توجہ اس پر اصلا — نہ تھا کچھ بھی ترے امکاں میں کیا

قسم ہے اپنی عزت کی مجھے بھی — رکھوں گا دور رحمت سے تجھے بھی

حکایت حضرت عمر اور ایک فاقہ کش عورت کی

امیر المومنین حضرت عمر تھے — کسی موضع میں اکدن گشت کرتے

بلائے قحط تھی لوگوں پہ نازل — کہ جس کی فکر تھی حضرت کو کامل

رعایا کی خبر گیری تھی مقصود ۔ ہوئے ایسی جگہہ پر جا کے موجود
جہاں بیٹھی تھی اک عورت ضعیفہ ۔ چڑھی تھی سامنے چولھے پہ ہنڈیا
بہت بیتاب تھے اطفال اس کے ۔ کہ مارے بھوک کے سب رو رہے تھے
خلیفہ نے یہ بڑھ کر اس سے پوچھا ۔ کہ یہ اطفال کیوں روتے ہیں بتلا
کہا اس بے نوا نے آہ بھر کے ۔ کہ فاقہ سے ہیں بھوکے ہیں یہ لڑکے
یہ سنکر اس سے مستفسر ہوئے یوں ۔ کہ رکھی ہے یہ ہنڈیا آگ پر کیوں
کہا اس نے یہ اک حیلہ کیا ہے ۔ فقط پانی ہی ہنڈیا میں بھرا ہے
تہیدستی کے مارے مر رہی ہوں ۔ یہ ہیں نادان حیلے کر رہی ہوں
کہ ان بچوں کو ہو تسکین اس سے ۔ جو نیند آئی تو سو جائینگے بھوکے
سمجھتے ہیں کہ کھانا پک رہا ہے ۔ اسی سے انکو تسکین اک ذرا ہے
یہ سنکر آپ کے آنسو نکل آئے ۔ لگے رونے نہ تاب ضبط پھر لائے
چلے واں سے پریشاں حال حضرت ۔ اور آئے سوئے بیت المال حضرت
لیا گھی اور چربی اور آٹا ۔ طلب دینار و درہم اور کپڑا
یہ چیزیں باندھ کر اسلم سے بولے ۔ اٹھا کر سب یہ میرے سر پہ رکھدے
کہا اس نے کہ میں حاضر ہوں حضرت ۔ اٹھاؤنگا کہ میری ہے یہ خدمت
لگا اصرار پھر اسلم جو کرنے ۔ جواب اسکو دیا حضرت عمر نے
جو ہوگا حشر میں خالق مخاطب ۔ جواب اس کا مرے ذمہ ہے واجب
اٹھا کر رکھدیا اسلم نے تب بوجھ ۔ چلے حضرت عمر لیکر وہ سب بوجھ
پھر ان فاقہ کشوں کے گھر گئے ۔ وہ خود ہی آگ سلگانے کو بیٹھے
جو چولہا پھونکتے تھے آپ جھک کر ۔ نکلتا تھا دھواں ڈاڑھی سے باہر
غرض حضرت نے خود کھانا پکایا ۔ اور اس عورت کے بچوں کو کھلایا
جہاں میں ہے جو حاکم اہل تدبیر ۔ رعایا کا وہ رہتا ہے خبر گیر
تجسس چاہئے اتنا بہر حال ۔ کہ ہے محتاج کون اور کون خوشحال

بسر ہوتی ہے ان کی عمر کیونکر — غذا کس طرح آتی ہے میسر
رعایا کی اگر راحت ہے منظور — تو حاکم اپنی راحت سے رہے دور
تغافل سے حذر کرنا ہے لازم — خدا کے حکم سے ڈرنا ہے لازم
نہ جبتک آپ خود ایذا اٹھائے — رعایا کس طرح آرام پائے
رکھے راحت رسانی اپنا پیشہ — دل و جاں سے کرے کوشش ہمیشہ
نکالے جسطرح ہو کام اُن کا — طلب کرتا ہے آرام اُن کا
یہی شان رعایا پروری ہے — اسی میں دو جہاں کی بہتری ہے

حکایت حضرت عمرؓ اور ایک اعرابی کی

یہ ہے حالات میں حضرت عمرؓ کے — بدل کر بھیس وہ اک رات نکلے
کسی جا ایک اعرابی کو دیکھا — کہ خیمے کے قریں بیٹھا ہے چپکا
ہوا منظور جا کر مطلع ہوں — کہ وہ صحرا سے آیا شہر میں کیوں
بنے نزدیک جا کر اسکے ہمراز — کہ خیمہ سے سنی ردنیکی آواز
سبب پوچھا تو یہ بولا وہ ناچار — کہ عورت درد زہ میں ہے گرفتار
یہ سنکر آپ اٹھے اور گھر کو آئے — اور اک بی بی کو اپنے ساتھ لائے
ہوا جب اذن اعرابی سے حاصل — تو وہ بی بی ہوئیں خیمہ میں داخل
کہ جھیلی دیں اُسے جب درد اٹھے — خبر لیں جا کے نیک و بد کی اسکے
وہ مخدومہ ہوئیں مشغول خدمت — کہ عورت کے لئے مونس ہے عورت
غرض تھوڑا سا جب گذرا زمانہ — پکاریں تب عمرؓ کی اہل خانہ
کہ اعرابی کو مژدہ اے عمر دو — کہو حق نے دیا فرزند اسکو
ہوا معلوم اعرابی کو اسدم — کہ ہیں یہ حضرت فاروق اعظم
لگا وہ معذرت کرنے پیاپے — کہا حضرت عمرؓ نے حرج کیا ہے

ہوئے پھر اس سے یہ کہکر روانا
کہ میرے پاس وقت صبح آنا

عمر کے پاس اعرابی جب آیا
وظیفہ کر دیا لڑکے کا اجرا

نبی کی تھیں نواسی ام کلثوم
شرف ان کا زمانہ کو ہے معلوم

یہی خاتون جنت کی تھیں دختر
یہ تھیں بی بی عمر کی نیک اختر

ذرا فاروق کا اخلاص دیکھو
بنایا خادمہ کس طرح اُن کو

اسی اخلاص کا سارا اثر تھا
کہ ہر جا دین احمد جلوہ گر تھا

نہ تھا لشکر نہ تھے ہتیار ایسے
کہو کیوں فتح کے بجتے تھے ڈنکے

وہ کیا اسباب تھے بتلائے کوئی
کہ تھی ہر دم ترقی دین حق کی

کہو وہ کونسی تھی بات حاصل
کہ فوجیں دین میں ہوتی تھیں داخل

وہ تلواریں جو انکی تھیں شکستہ
نکالا کام کیونکر دست بستہ

خزانے اسقدر تھے جب نہ معمور
تو کیوں تھے فتح سے احباب مسرور

کہو وہ کونسے ایسے تھے آئیں
کہ جس سے کانپ جاتے تھے سلاطیں

وہ کیا احوال تھے کہئے تو اکبار
کہ مجرم جرم کا کرتے تھے اقرار

حدوں پر خود وہ کیوں ہوتے تھے راضی
وہ کیوں مر کے ہو جاتے تھے ناجی

شکم پر باندھ کر ہاتھوں سے پتھر
وہ کرتے دین کا تھے کام کیونکر

خیال انکو نہ کیوں آرام کا تھا
تردد کس لئے اسلام کا تھا

نہ کیوں قانون پیچیدہ تھے ایسے
عدالت کے نہ تھے کیوں ایسے جھگڑے

عرب کی قوم تھی جو سخت جاہل
ہوئی اسلام پر کیونکر وہ مائل

عداوت کس لئے تھی کفر و دیں میں
جو بیٹا باپ کے رہتا کمیں میں

ہر اک گھر میں تھا کیوں سنت کا چرچا
نہ کیوں بدعت کا تھا پیوند ایسا

موحد کس لئے ہر اک بشر تھا
طریق شرک سے کیوں دور تر تھا

کوئی گر رنج میں ہوتا گرفتار
تو کیوں بنتے تھے سب اسکے مددگار

اسی اللہ کی ہے اب بھی خلقت
نبی جو تھے انھیں کی ہے یہ امت

وہی احکام ملت کے ہیں جاری
طریقے ہیں وہی سنت کے جاری

اسی قرآن کا ہے بول بالا
اسی کا دین میں ہے سب اُجالا

مگر جس بات کی حاجت بڑی ہے
میں سچ کہتا ہوں وہ اخلاص ہی ہے

اگر اخلاص کا ہو گرم بازار
خزانہ پھر نہ کچھ لشکر ہے درکار

نرالا رنگ ہو جائے جہاں کا
خزانے کیسے اور لشکر کہاں کا

رہے مبذول یاں تک فضل باری
کہ اک تن سارے لشکر پر ہو بھاری

چودھواں حق خبرداری سے امن کا قایم رکھنا

رعایا ہے وہی عالم میں خوشحال
جو ہو چوروں کے ڈر سے فارغ البال

حراست کو عسس گو ہو مقرر
خبر لیتا رہے حاکم بھی اکثر

نہ ایسے لوگ ہوں مامور زنہار
جو در پردہ ہیں خود ہی دزد و بدکار

لگائیں سیند خود ہی خود چرائیں
دلائیں بے گناہوں کو سزائیں

جہاں کو دن دہاڑے خود ہی لوٹیں
پھنسیں بے جرم اہل جرم چھوٹیں

رہیں روپوش ہر مجمع میں اکثر
کہ کوئی دل جلا لپٹے نہ آ کر

گلی کوچوں میں جب کرتے پھریں طوف
تو اسکے ساتھ ہی ہو جان کا خوف

کرے گا باز پرس اسکی خدا جب
رہیں گے بند حاکم کے وہاں لب

لقب مشہور ہو گا اس کا ظالم
رہے گا سرنگوں محشر میں حاکم

حکایت حضرت عمر اور ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ

ابو ذر سے عمر نے جب یہ پوچھا
مجھے اے مرد زاہد یہ تو بتلا

کہ مجھکو لوگ کہتے ہیں خلیفہ
ستایش ہے مری انکا وظیفہ

مرے حق میں تمہاری رائے ہے کیا — جواب اس کا ابوذر سے یہ پایا
بیاباں میں اگر ضائع ہو بکری — خبر رکھو نہ تم جس واقعہ کی
خلیفہ تمکو ہے کہنا ہی بیجا — نہایت ہے یہ عبرت خیز قصا

پندرھواں حق دین حق کو رونق دینا

رعایا کے قلوب ایماں سے بھر دے — مساجد ہر جگہ تعمیر کر دے
موذن اور امام ان میں ہوں مامور — معیشت سے رکھے ہر اک کو مسرور
یقیں جانو کہ جو مسجد بنائے — عوض اس کے جناں میں قصر پائے
نہیں بلدوں میں مسجد کے سوا جا — کہ جس میں ہو رضائے حق تعالی
خدائے پاک جس جا سے ہو بیزار — یقیں جانو وہ ٹھہرے ہیں بازار
اگر مسجد کی دوکانیں ہیں شامل — تو اس بازار پر رحمت ہو نازل
خیال اس بات کا لیکن ہے لازم — جو ہو بانی مسجد یا کہ حاکم
کرے مسجد میں دیندار انکو مامور — نہ ہوں ایسے کہ خدمت سے رہیں دور
معاش انکو جو ملتی ہے وہ کھا کر — نہ دیکھیں شکل بھی مسجد کی جا کر
صلوات اسمیں کریں خفاش شب بھر — اذاں وقت سحر دے بوم آکر
چراغ اسمیں جلائے شبکو جگنو — لٹکتے ہوں بیے کے جھونجھے ہر سو
نماز ظہر کو اٹھیں بگولے — وہ ہو یاں معتکف جو راہ بھولے
گھڑے موجود ہوں پانی مگر گم — غبار اڑتا رہے بہر تیمم
کرے آباد آکر شب کو رہزن — چراغ چشم غول اسمیں ہو روشن
موذن میکدہ میں جاگزیں ہو — کہیں پگڑی تو اس کا سر کہیں ہو
امام اکدن اگر بھولے سے آئے — نماز عصر مغرب کو پڑھائے
امور دیں میں ایسی دل لگی ہو — نہ حاکم کو خبر اس بات کی ہو

کہ وہ تحصیل دنیا میں تو ہوں چست
ہمیشہ امر دینی میں رہیں سست

مگر لازم یہ ہے حکام دیندار
نہ ان ابواب میں غافل ہوں زنہار

قلمرو میں جہاں تک ہوں مسلماں
رہے حاکم کی تاکید ان پہ ہر آں

خدا کو پنجگانہ وہ کریں یاد
نمازوں سے رکھیں مسجد کو آباد

اگر اس راہ پر کوئی نہ آئے
سزائیں جو مقرر ہیں وہ پائے

مگر لازم ہے خود حاکم کو یہ بات
نمازوں میں رہے پابند اوقات

رعایا جبکہ دیکھیگی یہ صورت
نہ پھر تاکید کی ہوگی ضرورت

حکایت حضرت عمر اور سعد عامل کی

یہ حالت سعد کی ہے سب پہ واضح
عرب کے اور مداین کے تھے فاتح

رہے کوفہ کے حاکم ایک مدت
کئی سال آپ نے واں کی حکومت

عمر کی بھی خلافت میں وہ نو سال
رہے کوفہ میں بیفکر اور خوشحال

زمانہ منقلب رہتا ہے دایم
ہوا الزام ان پہ بھی یہ قایم

کہ آتا ہے جو کچھ مال غنیمت
نہیں کرتے وہ حسب شرع قسمت

محمد ایک ابن مسلمہ تھا
یہی رہتا تھا ہر دم کام جس کا

امیروں کی کرے تحقیق حالات
اگر پیدا ہوں انپر کچھ شکایات

دیا ان کو عمر نے حکم فی الحال
کرے وہ سعد کا تحقیق احوال

کیا تحقیق ابن مسلمہ نے
تو وہ سارے گلے بیکار نکلے

ہوئی لیکن شکایت یہ نمودار
نمازوں میں ہے سستی کا روادار

بھلا حضرت عمر کیا تاب لاتے
کیا معزول انھیں فوراً بلا کے

زمانہ کی وہ اب بدلی ہے صورت
کہ جو حاکم ہو پابند عبادت

کہیں انکو مہذب آپ بن کے
کہ یہ حضرت پرانے ہیں فیشن کے

رہیں مسجد میں جب مشغول اذکار — حکومت سے انھیں پھر کیا سروکار
قسم ایمان کی کہتا ہوں کھاکر — انھیں باتوں سے ہے اسلام ابتر

سولھواں حق رعایا کو تلقین دین کرنا

مسلماں ہو جو سلطاں اور رعیت — سکھائے سبکو احکام شریعت
رعایا جسقدر ہو اس کی محکوم — رہے تلقین مذہب سے نہ محروم
طریقہ پر عبادت کے لگائے — انھیں جادہ پہ طاعت کے لگائے
معاصی اور مناہی سے بچائے — عقوبت کی تباہی سے بچائے
تمرد پر سیاست سے بھی لے کام — اطاعت پر ریاست سے بھی لے کام
نہو احکام شاہی سے جو آگاہ — تو حاکم جانتا ہے اسکو گمراہ
تو لازم ہے کہ ہر اک اس سے ہو خوار — نہو جو حکم خالق سے خبردار
حدیث پاک سے ہوتا ہے اثبات — کہ ہیں یہ تین ایماں کی علامات
برے کاموں کو ہاتھوں سے مٹادے — اگر ممکن نہو روکے زباں سے
نہ ہو طاقت اگر یہ بھی تو انساں — ہے لازم دل سے جانے اسکو عصیاں
نہو گر دل میں بھی اسکی قباحت — تو ہے یہ ضعف ایمانی نہایت
مٹانا ہاتھ سے ہے کار حاکم — زباں سے منع کرنا فرض عالم
جہاں تک ہو برا دل سے سمجھنا — یہ شیوہ ہے عموماً اہل دیں کا
رعایا پر اگر رکھکر حکومت — کرے انپر نہ حاکم حکم طاعت
نہ کچھ اصلاح میں ہو اسکی ساعی — تو سونگھے گا نہ وہ جنت کی بو بھی
ادا جن سے نہو کچھ حق خالق — تو کیونکر ہیں بھلا وہ اسکے لائق
کہ حاکم کی اطاعت کو بجالائیں — اور اپنے فرض خدمت کو بجالائیں
کہ خالق سے نہ جو بندہ ڈرے گا — بھلا حاکم کی پروا کیا کرے گا

رعایا پہ قدر ہے جو محصول
توجہ کس قدر رہے اسپہ مبذول

کہ ہیں اس کام پر اشخاص نوکر
جو لیں محصول سالانہ برابر

جو ہو معذور دینے میں کسی طور
لگادیں اشتہار اک گھر پہ فی الفور

نہ دے اس پر بھی گر محصول کوئی
تو اسکی ملک پہ آجائے ضبطی

غرض حاکم نہ اپنے حق کو چھوڑے
کرے نیلام گاڑی ہو کہ گھوڑے

تو ہو اللہ کے جو حق سے غافل
سمجھ لے آپ سلطاں گر ہے عاقل

کہ اس اللہ کا ہوں میں خلیفہ
مرا منصب یہ ہے اور یہ وظیفہ

کہ لوں مخلوق خالق سے میں جھڑتی
خدا کا حق رہے انپر نہ باقی

کروں ضائع نہ اس آقا کی نعمت
نمک کھاکر بجا لاؤں یہ خدمت

مری آنکھوں کا گر ہو نور زایل
تو شاہی کے رہونگا میں نہ قابل

ضعیفی سے جو ہو جاونگا معذور
تو ملک و مال سے ہو جاونگا دور

رعایا کا نہ جب میں کر سکا کام
حکومت ہی سے ہو جاونگا ناکام

مگر ہے فضل حق مجھپر یہاں تک
کہ میں معذور ہو جاوں جہانتک

برابر رزق پہونچائے گا مجھکو
نہ وہ محروم فرمایگا مجھکو

جو ہوگا نامہرباں سارا زمانہ
نہ بھولےگا مجھے رب یگانہ

تو مجھکو شکر بھی لازم ہے اسکا
ہدایت خلق کی ہے کام اچھا

مرے عمال اور خادم ہیں جتنے
حساب اپنا لیا کرتا ہوں انسے

یونہیں اک دن خدا پوچھیگا مجھسے
حساب اپنا بھی خالق لیگا مجھسے

نہ بن آئیگی مجھسے واں کوئی بات
کہونگا ہائے کچھ اچھی نہ کی بات

یہاں قرآن ہے ہر چند موجود
حدیثوں میں ہیں لاکھوں پند موجود

ہر اک سو وعظ بھی کرتے ہیں عالم
مدارس جابجا لاکھوں ہیں قایم

حکومت ہے مگر وہ تازیانہ
کہ چل سکتا نہیں جس سے بہانہ

حکومت اب مجھے کرنا ہے لازم
رہیں تا دین کے احکام قایم

عذاب حشر کو سمجھے ہے سب ڈر — مگر خوف سیاست سے ہیں مجبور
کہ ہے اس کا ضرر آنکھوں سے پنہاں — نتیجہ اس کا ہے دست و گریباں
کروں میں وقت پیش وہ کام — نہ نفع دنیوی کا جس میں ہو نام
کئے پورے ہیں سب ہموار ہم نے — تو وہ سب ہیں تجارت کی غرض سے
جو بنوائے ہیں شہریں یا کہ تالاب — زراعت اس سے ہے مقصود اصحاب
بٹھائے ہیں محلے میں بٹھانے — غرض ہر شخص اپنا حکم مانے
ہے ڈنکا عدل یہ نوبت اور لشکر — کہ اپنا کر و فر ظاہر ہو سب پہ
نکالیں ہر طرف ہم نے جو ریلیں — یہ مطلب ہے کہ سب کا مال لے لیں
عدالت میں غرض یہ بھی لگی ہے — کہ بکری کا قند مہر رکھی ہے
اک [illegible] — غرض ان سے یہی رہتی ہے اکثر
[illegible] — یا تکلیف ہو انجام سرکار
[illegible] — خزانہ کو ہو اس سے نفع حاصل
غرض [illegible] — کہ ہے اخلاص کی ان سے یہ خامی
[illegible] سے کوئی کام ایسا — غرض ہو ملک کی جس میں اصلاح
خدا [illegible] کام کوئی — کہ جس سے آخرت کی ہو نکوئی

حضرت عمرؓ کا خطبہ

عمر نے خطبہ اک دن یہ سنایا — کہ شاہد کرتا ہوں تجھ کو خدایا
کہ میں نے ہر طرف بھیجے جو عامل — غرض میری یہی ہے ان میں شامل
کہ تیرے دین کو عالم میں پھیلائیں — نبی کا جو طریقہ ہو وہ سکھلائیں
غنیمت کو کریں تقسیم یکساں — عدالت میں ہیں مصروف ہر آن
کوئی گر واقعہ پیش آئے ان کو — کہ جس کا فیصلہ وقت طلب ہو

تو اس کو بھیجدیں وہ میری جانب ۔ کہ اس کا فیصلہ مجھپر ہے واجب
سنو لوگو قسم اللہ کی ہے ۔ جو کچھ مطلب ہے میرا وہ یہی ہے
کہ عامل ظلم سے تم کو نہ ماریں ۔ نہ ہرگز وہ تمھاری کھال اتاریں
کسی کا مال ناحق وہ نہ کھائیں ۔ تمھارا دین وہ تمکو سکھائیں
خلاف اس کے ہو جس عامل کی حالت ۔ کہ جس سے تم کو پہونچی ہو ملالت
تو مجھپر صاف کر دو آشکارا ۔ کہو تم حال اسکا مجھ سے سارا
یہ کہتا ہوں قسم کھا کر میں اسکی ۔ کہ ہے قبضہ میں جسکے جان میری
کہ بدلہ بے تامل اس سے لونگا ۔ رعایت کچھ نہ عامل کی کرونگا

سترھواں حق رعایا کے شکوہ سے غض بصر کرنا

کریں سختی اگر محتاج و ناچار ۔ برا مانے نہ حاکم اس کا زنہار
جو سر خط اطاعت پہ نہ دھریگا ۔ تو وہ شکر و شکایت بھی کریگا
کسی کا حق اگر ہو جائے برباد ۔ نہ ہو جبتک تدارک ہے وہ بیداد
مگر یہ مدعا کیونکر ہو حاصل ۔ اگر حاکم رعایا سے ہو غافل

حکایت حضرت عمر اور ایک ضعیفہ کی

عمر جب شام سے آتے تھے اکبار ۔ تو ان کے جسقدر ہمراہ تھے یار
نکلجاتے تھے سبکو چھوڑکر آپ ۔ لیا کرتے تھے لوگوں کی خبر آپ
سنو یہ حال ہے عبرت کے قابل ۔ ہوے اک جھونپڑے میں آپ داخل
وہاں رہتی تھی اک بیکس ضعیفا ۔ عمر کا حال اس عورت نے پوچھا
کہا فاروق نے یہ ابتدا ہے ۔ کہ واپس شام سے وہ آرہا ہے

لگی کہنے وہ بڑھیا بھر کے اک آہ — جزا نے خیر دے اسکو نہ اللہ
عمر نے تب پریشاں ہو کے پوچھا — بھلا اس بد دعا کا ہے سبب کیا
کہا جب سے ہوا ہے وہ خلیفہ — دیا مجھکو نہ اب تک کچھ وظیفہ
کہا فاروق نے سن اے نکوکار — وہ تیرے حال سے کب ہے خبردار
رہا کرتی ہے تو جنگل میں دن رات — اسے معلوم ہوں کیا تیرے حالات
کہا صد حیف گر جانے نہ مجھکو — بھرے عالم میں پہچانے نہ مجھکو
عمر رونے لگے سنکر یہ تقریر — کہا اس نے نہایت ہو کے دلگیر
کہ تو اپنی شکایت بیچ کر دے — رقم ہو جسقدر منظور لے لے
کہا فاروق سے یہ سنکے اسنے — تمسخر کس لئے کرتا ہے مجھ سے
کہا کہتا ہوں سچ میں تجھ سے یہ بات — نہیں ہے یہ تمسخر یا خرافات
رہا یہ دیر تک جس وقت اصرار — مقرر ہو گئے پچیس دینار
کہ عبد اللہ بن مسعود آئے — علی پاک بھی تشریف لائے
سلام آکر خلیفہ کو کیا جب — پشیماں وہ ضعیفہ ہوگئی تب
عمر کا نام سنکر چونک اٹھی — لگی ڈرنے کہ ہوگی کچھ سزا ابھی
تسلی دی اسے حضرت نے کیا خوب — کہ لے دینار کیوں ہوتی ہے معتوب
عوض پلٹے اسے دینار دے کر — سے چلے آئے دعائیں اسکی لے کر

گزارش قوم کی خدمت میں

کوئی کہدے یہ ارباب دول سے — خدا کے پاس عزت ہے عمل سے
عمل کرتا ہے ایماں پر دلالت — عمل معلول اور ایماں ہے علت
عمل جسمیں نہو ایماں نہیں ہے — اگر قالب نہو تو جاں نہیں ہے
عمل جبتک نہو انساں کے بہتر — نہیں وہ خیر امت بلکہ ہے شر

عمل جس وقت تک اسلام میں تھا
ہر اک جا دین کا بجتا تھا ڈنکا

عمل جاتا رہا اے وائے بیداد
عمل چھوٹا ہوا سب دین برباد

عمل امت کے سب ہو کر اکھٹا
گذرتے ہیں حضور شاہ والا

یہ جب افعال ہوتے ہونگے معلوم
تو کیسا آپ ہوتے ہوں گے مغموم

مسلمانوں یہ بتلاؤ خدا را
کہ غم حضرت کا تمکو ہے گوارا

ارے افعال لاطائل کو چھوڑو
بری جو رسم ہو منہ اس سے موڑو

اگر ہوتے یونہی اصحاب اخیار
رسوم خاندانی میں گرفتار

تو قرآں پر کبھی ایماں نہ لاتے
نہ ہرگز دین کی شوکت بڑھاتے

نہ ہوتے جانب سنت وہ مائل
نہ پڑھتے اسقدر ان کے فضائل

اگر وہ دین کی کرتے نہ تحقیق
تو کہلاتے نہ صالح اور نہ صدیق

نہ رکھتے علم دیں سے کچھ سروکار
رسوم جاہلیت میں گرفتار

خوشی جس بات میں اللہ کی ہو
فقط جس امر میں حکم نبی ہو

اسی کی پیروی لازم ہے جانو
کبھی شیطاں کا کہنا نہ مانو

بنی آدم کا وہ دشمن قوی ہے
رہ ایماں کا وہ رہزن قوی ہے

یقیں جانو لحد میں ہوگی خفت
نہ پوچھیں گے بجز توحید و سنت

قیامت میں بھی پوچھینگے یہی بات
نہ کام آئے گی اسجا نسل و رسومات

پانچواں باب دعا بدرگاہ رب الارباب

الٰہی رحم کی ہم پر نظر کر
گناہوں سے ہمارے درگذر کر

تو اپنی راہ کی کر خاک ہمکو
پھر اکدن خاک سے کر پاک ہمکو

ترے فضل و کرم کے ہم ہیں محتاج
ہمارے سر پہ رکھدے فضل کا تاج

عبادت کا نہیں ہے ہم میں مقدور
مگر ہو جسقدر کر لے تو منظور

نہو جس فعل سے یا رب تو خوشنود
مگر جس فعل میں تیری رضا ہو
غضب سے رکھ ہمیں محفوظ یا رب
خزانہ تیری بخشش کا لگے ہاتھ
الٰہی ہم اگر ہو جائیں نادانی
قیامت میں بھی رحمت کی نگہ ہو
چھڑا دل کی ہمارے تو سیاہی
شفاعت سے نبی کی بہرہ ور کر
پذیرا کر ہماری عذر خواہی
ہمارے واسطے تو ایک بس ہے
تجھی سے ہے ہمیں یا رب سروکار
کیا کرتے ہیں سب تیری عبادت
سوا تیرے ہے سب مخلوق ایسی
کریں سب ملکے ہمتیں گو ہر چند
جو مکھی چھین لے جائے کوئی شے
ضعیف ایسے وہ سب ہیں یا الٰہی
کوئی مطلوب ہو یا کوئی طالب
الٰہی چھوڑ کر تیرا سہارا
قیامت کا وہ مشکل مرحلہ ہے
دکھانا یا الٰہی شان بخشش
ریا دل سے ہمارے دور کر دے
ہمیشہ شرک و بدعت سے بھی رکھ دور
بچا ابلیس ملعون کی دغا سے
رکھ اس سے دور ہی اے پاک معبود
ہمیں توفیق اسکی الحمد ہو
کرم سے کر ہمیں محفوظ یا رب
ہمارا حشر ہو ابرار کے ساتھ
عطا کرنا نعیم جاودانی
لوائے حمد کے نیچے جگہ ہو
نہو ہمہ حشر کے دن روسیاہی
کہ پائیں جنت الفردوس مرکر
بچانا نار دوزخ سے الٰہی
سوا تیرے کہاں فریادرس ہے
نہیں تیرے سوا کوئی مددگار
تجھی سے ہے ہمیشہ استعانت
نہ پیدا کر سکے جو ایک مکھی
رہیں ناکام ہی وہ الحمد و ند
چھڑانے کی مجال انمیں نہیں ہے
تو نکلے گا نہ ان سے مدعا ہی
وہ سب مغلوب ہیں بس تو ہے غالب
پھر اب ڈھونڈوں بھلا کسکا سہارا
کہ دلمیں جسکے ڈر سے زلزلہ ہے
گنہگاری ہو واں سامان بخشش
اور اس کے بدلے تو اخلاص بھر دے
نرکھ توحید و سنت سے بھی مہجور
سدا محفوظ رکھ ہر اک بلا سے

غم واندوہ دے یارب نہ ایسا — ہمارے دل نہوں جس سے شکیبا
گوارا وہ نہیں ہے ہمکو راحت — کہ ہو جس میں ترا کفران نعمت
خداوندا یہی ہے ہم کو تمنا — کہ تیری یاد ہو اور دل ہو اپنا
عطا کر ہمکو توفیق عبادت — کہ چھوٹیں نفس امارہ کی طاعت
الٰہی دل میں ظلمت کو نہ جادے — تو اسمیں نور ایماں کا بڑھا دے
بنیں دنیا ہی میں عقبےٰ کے ہم مرد — ہوا و حرص سے ہو جائے دل سرد
رہیں ہم وصل سے تیرے ہی مانوس — نہ مطلق مرگ کی تلخی ہو محسوس
بہشتوں کی میسر سیر ہو جائے — ہمارا خاتمہ بالخیر ہو جائے
لحد کو آشنا کر دیں اگر بند — نہو یارب تری رحمت کا در بند
پھریں گو دوست ہمکو دفن کرکے — رہیں ہمسو جو در رحمت کے فرشتے
فشار قبر سے ہم ہوں نہ بےچین — سوالوں سے نہ گھبرا دیں نکیریں
جواب باصواب آجائے لب پر — نہوں شرمندہ ہم اے بندہ پرور
کھلے رحمت سے تیری اے خداوند — در فردوس جسدم قبر ہو بند
نسیم روضۂ رضواں کے جھونکے — بسا دیں قبر کو بوئے جناں سے
تری رحمت کا چمکے اسقدر نور — کہ ظلمت اسکی سب ہو جائے کافور
اسی میں ہے سبکدوشی ہماری — کہ رکھنا پلۂ اعمال بھاری
بڑھانا نیکیوں کا وزن یارب — سبک ہوں سامنے جسکے گنہ سب
قیامت کی کر آساں ہر مصیبت — کہ ہے فضل و کرم کی تجھکو عادت
ہوئی توبہ جو آدم کی پذیرا — وہ سب تیری ہی بخشش کا سبب تھا
خلاصی نوح کو طوفاں سے بخشی — بچائی ڈوبنے سے اُن کی کشتی
گرے آتش میں ابراہیم جسدم — بنی وہ آگ ساری باغ خرم
خلاصی چاہ سے یوسف نے پائی — ہوئی زنداں سے بعد اُسکے رہائی
بچایا تو نے اسمٰعیل کو بھی — گلوئے نازنیں تھا اور چھری تھی

مدد یونسؑ کی تو نے کی الٰہی ہوئے جب وہ غذائے بطن ماہی
اس آفت میں ہوا تو ہی مددگار سلامت نیل سے موسیٰؑ ہوئے پار
ہوئے عیسیٰؑ کے درپے جب ستمگر اٹھایا تو نے ان کو آسماں پر
مرض ایوبؑ کا ایسا تھا جانکاہ کہ مارے ضعف کے کرتے تھے آہ
بھرا تھا تن بدن کیڑوں سے سارا زباں میں تھا نہ اف کرنے کا یارا
نہ تھے خارش سے اکدم چین پاتے گرے ناخن کھجاتے ہی کھجاتے
بدن اس طرح سے پھٹ پھٹ گیا تھا کہ بدبو ہو گئی تھی اس میں پیدا
ہوئے اعضا دامعا کٹ کے بیکار ٹھہرتی تھی غذا جس میں نہ زنہار
نہ باقی پاؤں میں چلنے کی قوت نہ مطلق ہاتھ میں جنبش کی قدرت
لبوں پر گو کہ جان ناتواں تھی دعا لیکن یہی وردِ زباں تھی
کہ یارب یہ بڑا احساں ہے تیرا کہ اس حالت میں صابر مجھکو رکھا
یہ سختی ہے اگر تیری رضا سے تو ایذا اور بڑھجائے بلا سے
عتاب و نارضامندی اگر ہو تو مجھ پر مرحمت کی اب نظر ہو
بہت انکی ہوئی جب غیر حالت تو آیا جوش میں دریائے رحمت
ہوا یہ حکم جبریل امیںؑ کو کہ ٹھکرا دیں ذرا پا کر زمیں کو
ہوئے جبریل واں فوراً ہویدا کیا چشمہ زمیں سے ایک پیدا
کہا ایوبؑ سے اٹھ تو نہا دو اسی میں درد دکھ سب چھوڑ آؤ
پس اکدم میں تری قدرت کے صدقے نہا کر ہو گئے ایوب اچھے
اسی دم آگئی سب تاب و طاقت اسی دم ہو گئی کچھ اور حالت
گئے باہر اسی دم ہو کے مسرور زباں پر شکر تھا چہرے پہ تھا نور
انھیں بی بی نے بستر پہ نہ پایا نہایت غم سے دل انکا بھر آیا
نہ تھیں ایوب کی حالت سے آگاہ انھیں آیا نظر اک مرد ناگاہ
نہ کی بات اس سے کچھ ہیبت کی مارے کہ لرزاں دست و پا انکے تھے سارے

کہا ایوب نے تو کیوں ہے مضطر
کہ اک بیمار عاجز اس جگہہ تھا
کہا ایوبؑ نے ایوبؑ ہوں میں
یہ سن کر غیظ اس بی بی کو آیا
تمسخر مجھ سے کیوں کرتا ہے اے شخص
کہا ایوبؑ نے جوشش فرح سے
کھلا طرز تبسم سے یہ اسدم
رہے آفت میں اٹھارہ برس تک
خداوندا یہ تھی سب تیری رحمت
سلیمانؑ کی حکومت چھن گئی جب
نئے سر سے کیا ان کو سرافراز
بصارت جب ہوی یعقوبؑ کی دور
ہمارے شافع روز جزا کو
بہت کفار نے پہونچائی تکلیف
بہت اشرار نے چاہی تباہی
نہ ہوتی گر تری رحمت پہ رحمت
تجھے منظور گر یارب ضرر ہو
ترا مبذول گر احسان ہوجائے
ضعیف اسلام یارب ہوگیا ہے
ہوئے ہیں سنتیں بدعت میں داخل
شریعت کا تحفظ اٹھ گیا ہے
رواج خاندانی ہوگیا دیں
غمی اور شادیوں میں کئے واہیاد

تو وہ بی بی لگی کہنے یہ رو کر
اٹھا کر گرگ اس کو لے گیا کیا
نہ ہو مضطر ترا مطلوب ہوں میں
یہ کہہ کر اس طرف سے منہہ پھرایا
خدا سے تو نہیں ڈرتا ہے اے شخص
مجھے تو دیکھ تو اچھی طرح سے
کہ یہ ایوبؑ ہیں جاتا رہا غم
شفا دی تو نے بعد انکے یکایک
دیا صبر ان کو پہلے بعد آفت
خبر تو ہی نے لی پھر انکی یارب
دیا پھر سلطنت کا ان کو اعزاز
عطا تو نے کیا آنکھوں میں پھر نور
محمد مصطفے خیر الورا کو
بہت اعرابیوں سے پائی تکلیف
مگر تو نے حفاظت کی الٰہی
تو پھر ہر طرح تھی رحمت پہ رحمت
کسی کی سعی بھی کیا کارگر ہو
تو ہر اک غیب سے سامان ہوجائے
نہ ہونا تھا جو کچھ سب ہوگیا ہے
ہوی ہیں بدعتیں سنت میں داخل
علم عالم میں فتنے کا بپا ہے
نہیں معلوم کس جا سو گیا دیں
کئے ہیں امر نا مشروع ایجاد

طریقت سے کج رو ہیں کج ہے رفتار
برے افعال کو سمجھیں برا بھی
سمجھتے ہیں عدو شیطان کو بھی
اسی میں جانتے ہیں اپنی عزت
ریاکاری کا گنجینہ ہے سینہ
ہوئی ہیں محدثات اتنی نمایاں
رہیں قرآن سے غافل سراسر
بلا سے دین کی صورت بگڑ جائے
نفاق اب اسقدر پھیلا ہوا ہے
نہ ہمدردی کہیں اسلام کی ہے
ہوئی یہ دین کی توہین اے داد
کرے اسلام کی جو خیر خواہی
نہ ہو پھر دین میں کس طرح تنگی
ادا امر شرع کے لائیں بجا خاک
کسی سے گر نہ پہونچے کچھ اذیت
وہ محسن ہے نہ ہو جو دشمن جاں
بڑی ہے یہ مصیبت یا الٰہی
ہمارے سر سے اس آفت کو تو ٹال
جو اک توحید کی ہے راہ سیدھی
ہر اک بدعت سے منہ کو اپنے موڑیں
رہے اخلاص ہی کے جیب میں سر
نہ چھوڑیں ہاتھ سے اصحاب کی چال
الٰہی حشر کے فتنے ہیں بھاری

ہوائے نفس میں سب ہیں گرفتار
مگر اس سے نہ باز آئیں ذرا بھی
مگر پھر پیروی کرتے ہیں اسکی
ہوئے اعمال بد اسباب زینت
حسد ہے بغض ہے نخوت ہے کینہ
کہ جنکو دیکھ کے ہے عقل حیراں
چلیں ہرگز نہ احکام نبی پر
مگر کچھ کام دنیا کا نہ اڑ جائے
کہ اخلاص آہ پامال ہوا ہے
نہ عزت شرع کے احکام کی ہے
بنیں گر دین کا کچھ ذکر آجائے
اسی کے سر پہ آجائے تباہی
جہاں صبح و مسا ہو خانہ جنگی
رہیں آپس میں جھگڑے جب یہ ناپاک
یہی ہے اس زمانہ میں غنیمت
اذیت کا نہ دینا ہی ہے احساں
نہ کیوں اسلام کی پھر ہو تباہی
کہ جس سے ہم ہوئے جاتے ہیں پامال
لگا اس راہ پر ہم کو الٰہی
کبھی سنت کے دامن کو نہ چھوڑیں
قدم رکھیں شریعت سے نہ باہر
نہ ہوں فتنے میں ہم ذلت سے پامال
ہے تیرے ہاتھ واں عزت ہماری

تری مرضی کو ہم سمجھیں مقدم
میسر ہو ہمیں روز قیامت
نہیں غم گر نہ یاں دنیا میں پائیں
تمتع لاکھ ہو بدعت سے موجود
نہ جسدن نفع دیں گے مال و اولاد
تو ہے آمرزگار اور ہم گنہگار
یہ مانا ہم نے۔ ہیں بے حد معاصی
نہیں کچھ مغفرت کا یاں تو سامان
الٰہی ہے یہ اپنی خواہش دل
کہ دنیا آئے گی محشر میں جس روز
وہ ہو گی شکل میں فرتوت اک زال
بہت بدصورت اور آنکھوں کی چندھی
فرشتے پوچھیں گے دکھلا کے اسکو
کہیں گے لوگ اسکو دیکھکر یوں
جواب اس کا ملے گا ہے یہ دنیا
پھر اسکے بعد ہی جھونٹے پکڑ کر
تو چلا کر پکارے گی یہہ دنیا
یہ ہو گا حکم ان کو بھی بلا لو
الٰہی اس گھڑی سے تو بچانا
الٰہی اس جہاں اور اس جہاں میں
مرادوں کا ہے تو برلانے والا
گناہوں پر عقوبت بھی کرے تو
کبھی تجھکو کسی کا ڈر نہیں ہے

رہیں تکلیف میں بھی شاد ہی ہم
ترا دیدار حضرت کی شفاعت
نبی کی پیروی سے ہم نہ باز آئیں
ہمارے دل سے کر حرص اسکی مفقود
اسی دن چاہئے ہے تیری امداد
مددگار ایک تو اور سب تبہ کار
تری رحمت بھی ہے بیحد الٰہی
تری رحمت کے آگے پر ہے آسان
کہ ہوں اتباع دنیا میں داخل
تو اس کے ساتھ ہونگے اسکے دلسوز
بڑے ٹیڑے دانت اور بدنما حال
تو طیش میں اک طرف ڈالیگی اپنی
کہ لوگو تم اسے کیا جانتے ہو
ہمیں کیا کام پہچانیں اسے کیوں
کہ تم کو جس کی رہتی تھی تمنا
پٹک دیں گے اسے دوزخ کے اندر
کہ جو اتباع تھے میرے ہیں کس جا
اور اس کے ساتھ ہی دوزخ میں ڈالو
ہمیں یہ دن نہ محشر میں دکھانا
عطا کر عافیت تو جسم و جان میں
مصیبت سے رہا فرمانے والا
عطا گلزار جنت بھی کرے تو
کوئی تجھ سے توانا تر نہیں ہے

کسی کا یہ نہیں مقدور زنہار — کہ تیرے حکم سے کر بیٹھے انکار

تری قدرت کے آگے خلق ہے کم — جہاں اک پھول اک شعلہ جہنم

ترے اس حکم سے ہم ہیں خبردار — کہ ظالم کا نہیں کوئی مددگار

پیمبر نے ترے یا رب سنا دی — بلند آواز سے ہمکو سنا دی

کہ اپنے رب پہ تم ایمان لاؤ — ہدایت نعمت عظمیٰ ہے آؤ

تو بے شک تجھ پہ ہم لائے ہیں ایمان — ہدایت کر ہمیں اور بخش عصیاں

بسر ہو زندگی اخیار کے ساتھ — اٹھیں مرقد سے ہم ابرار کیساتھ

کیا ہے تو نے جو وعدہ خدایا — رسولوں کی زبانی ہم کو پہنچایا

خداوندا عطا کر امر موعود — ہمارا ہے یہی مطلوب و مقصود

نہ کرنا ہم کو تو محشر میں رسوا — کہ ہے وعدہ ترا بے شبہ سچا

نہ دکھلا ہم کو صورت ظالموں کی — رہے صحبت میسر صالحوں کی

تحمل ہم سے جس شے کا ہو دشوار — نہ رکھ ہم پر الٰہی اسکا تو بار

ہمارے سب جرائم عفو کر دے — کرم سے دامن امید بھر دے

تری رحمت کا ہمکو ہے سہارا — تو ہی ہے دوست اور مونس ہمارا

طمع یہ بھی ہے تجھ سے یا الٰہی — کہ دے ازواج اور اولاد ایسی

کہ حاصل جس سے ہو آرام اور چین — ہمارے واسطے ہوں قرۃ العین

الٰہی متقی جتنے ہیں بندے — ہمیں تو پیشوا ان کا بنا دے